Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۱ جنوری بوقت ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے درس القرآن کے بعد ۳۱ دسمبر سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے مسجد اقصیٰ میں درس قرآن دینا شروع فرما دیا ہے ؛

۳۱ دسمبر۔ مقدمہ بہاول پور کی پیروی کے لئے مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ شیخ مبارک احمد صاحب اور شیخ عبد القادر صاحب روانہ کئے گئے۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے اصحاب کا اکثر حصہ اگرچہ واپس جا چکا ہے۔ تاہم بہت سے احباب دارالامان کے فیوض سے مستفیض ہونے کے لئے ابھی موجود ہیں ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دو الہامات کی تشریح

(فرمودہ ۲۵ جنوری ۱۹۰۳ء)

فرمایا " رات مجھے الہام ہوا۔ جَاءَنِی اٰئِلٌ وَ اخۡتَارَ وَ اَدَارَ اِصۡبَعَہٗ وَ اَشَارَ یَعۡصِمُکَ اللّٰہُ مِنَ الۡعِدَی وَ یَسۡطُوۡ بِکُلِّ مَنۡ سَطَا ۔ آئِل جبرئیل ہے فرشتہ بشارت دینے والا۔

فرمایا۔ ائل اصل میں ایالت سے ہے۔ یعنی اصلاح کرنے والا اور سیاست کرنے والا۔ جو مظلوم کو ظالم سے بچاتا ہے۔ یہاں جبرئیل نہیں کہا۔ آئل کہا۔ اس لفظ کی حکمت یہی ہے۔ کہ وہ دلالت کرے۔ کہ مظلوم کو ظالم سے بچاتے۔ اس لئے آئل ہی فرشتہ کا نام رکھا ؛

یہ بھی پہلے الہام سے ملتا ہے۔ اِنِّیۡ مَعَ الۡکَرِیۡمِ تَمۡشِیۡ اَمَامَکَ وَ عَادٰی کُلَّ مَنۡ عَادٰی ۔ یہ چند روز پہلے کا الہام ہے۔ کہ وہ کریم ہے تیرے آگے آگے چلیگا۔ اور جو تجھ سے عداوت کرے گا۔ وہ اس سے عداوت کرے گا۔ آئل چونکہ لغت میں بمشکل مل سکتا ہوگا یا کم مستعمل ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کی تفصیل کر دی۔ یہ کہکر کہ آئل جبرئیل ہے فرشتہ بشارت دینے والا ؛

جس طرح انبیاء علیہم السلام کے صفات ہوتے ہیں۔ اسی طرح ملائکہ کے بھی صفات ہوتے ہیں "

(الحکم ۱۷۔ جنوری ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

مسجد احمدیہ فیروزپور کا افتتاح

الحمد للہ کہ مسجد احمدیہ فیروز پور کا افتتاح ۱۹- دسمبر ۱۹۳۲ء بعد نماز مغرب عمل میں آیا۔ جس میں احمدی احباب کے علاوہ احمدی مستورات بھی شامل ہوئیں۔ شکرانہ کے دو نوافل ادا کئے گئے۔ اور شیرینی تقسیم کی گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ یہ مسجد جماعت احمدیہ فیروز پور کے لئے موجب برکت ثابت ہو۔ اور جن احباب نے اس کی تعمیر میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا۔ ان کو جزائے خیر دے۔ حضرت امیر جماعت جناب مرزا ناصر علی صاحب باوجود بیمار اور ضعیف العمر ہونے کے تعمیر کی نگرانی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم دے۔ نامہ نگار

سپاس تعزیت

جن دوستوں نے میرے والدِ محترم کی وفات پر بذریعہ خطوط یا شرکت بیعت لاکر مجھ سے اور میرے خاندان سے اظہار ہمدردی فرمایا ہے۔ میں اپنی طرف سے اور اپنے خاندان کی طرف سے ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چونکہ ہر دوست کو فرداً فرداً جواب لکھنا دشوار تھا۔ اس لئے بذریعہ اخبار ہذا اس فرض کو سر انجام دیتا ہوں۔

تمام دوستوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ مجھے دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔ خداوند تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اور مجھے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔ خاکسار عبد الرشید تبسم متعلم بی۔ اے آنرز گورنمنٹ کالج لاہور۔

تلاش ملازمت

اگر کسی صاحب کو اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے نہایت تجربہ کار۔ محنتی اور جے۔ اے۔ وی مستند ٹیچر کی ضرورت ہو۔ تو مطلع فرمائیں۔ نیز انسپکٹر صاحبان محکمہ تعلیم اپنے اس ناچیز خادم کے لئے کوشش فرما سکیں۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرمائیں۔ خاکسار محمد علیخان اشرف جے۔ اے۔ وی بیرم پور۔ ڈاک خانہ گڑھ دیوالہ ضلع ہوشیارپور۔

اشیاء گم شدہ

۲۳ دسمبر کو امرتسر سے قادیان آتے ہوئے مندرجہ ذیل سامان کسی دوست کے سامان کے ساتھ چلا گیا۔ اگر کسی صاحب کو ملا ہو۔ تو مطلع فرمائیں۔ سنٹے بروان سلیپر ۱ جوڑا۔ اچکن گرم کشمیرہ ۱۔ بنیان گرم ۱۔ پاجامہ سفید ۱۔ پاجامہ گرم سیاہ ۱۔ ٹائم ٹیبل این۔ ڈبلیو۔ آر۔ ۱۔ ٹائم ٹیبل۔ ای۔ آئی۔ آر۔ ۱۔ صابن سن لائٹ ۱۔ اخبار الفضل ۱۔ خاکسار محمد ایوب خان بہادر لفٹنٹ مراد آباد۔ دل شاد منزل۔

گمشدہ کی تلاش

عرصہ چھ ماہ سے میرا بھانجا مسمی غلام حسین ولد رحیم بخش ساکن ملتان عمر اٹھارہ سال۔ رنگ گورا۔ قد درمیانہ مفقود الخبر ہے۔ جماعت لاہور میں بھی کچھ عرصہ رہا ہے اگر کسی دوست کو علم ہو۔ تو اطلاع دیں۔ خاکسار قادر بخش احمدی زرگر بیرون گوڑی بازار ملتان شہر۔

درخواست ہائے دعا

۱- میرے چھوٹے بھائی سید غلام احمد صاحب۔ نیز میری اہلیہ کی صحت یابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ خاکسار سید غلام محمد۔ رسول پور۔ ضلع کٹک۔

۲- عاجز کے ماموں جناب مولوی سید فیاض الدین احمد صاحب احمدی ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز سونگھڑہ۔ ضلع کٹک چار ماہ سے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار سید غلام محمد۔ سونگھڑہ۔ ضلع کٹک۔

جلسہ سالانہ کو دیکھکر

۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے وقت قادیان جیسی گمنام بستی میں اس قدر جم غفیر کو دیکھ کر بے ساختہ حسب ذیل اشعار زبان پر آ گئے۔

خاکسار شاکر مدیر معاون الفضل

اے مسیح پاک کے منکر ذرا انصاف سے
جس کو کہتے تھے۔ کوئی دن میں یہ مرجھا جائیگا
اور بھی لاکھوں نشاں اس کی صداقت کے ہیں گو
دیکھ کیا رونق ہی رونق ہے یہاں جا بجا ہر طرف
ایک دن تھا۔ قادیاں سے کوئی بھی واقف نہ تھا
اک غریب و بے کس و گمنام کا دیکھا عروج
کس طرح اسلام کی خاطر زر و اموال کو

احمدیت کا پھلا پھولا ہوا گلزار دیکھ
اس شجر کے خوشنما یہ پھول دیکھ اثمار دیکھ
آج اس مامور کا دربار گوہر بار دیکھ
اور کیسا سرد ہے پیغام کا بازار دیکھ
جمع اب ہر گوشہ عالم کے ہیں ابرار دیکھ
صاحب ثروت معاند کو ذلیل و خوار دیکھ
خرچ کرکے آ رہے ہیں شوق سے نادار دیکھ

"ہاں نہ کر انکار جلدی سے سفیہ ناشناس"
پڑ نہ جائے تا کہیں تجھ پر خدا کی مار دیکھ

۳- اہلیہ صاحبہ مبارک علی صاحب مرحوم۔ اور مرحوم کے بھائی فاروق علی صاحب مقدمات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ احباب ان کی مخلصی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار مبارک علی احمدی سونگھڑہ۔ ۴- میرا بچہ شریف احمد بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار فقیر احمد۔ جالندھر چھاؤنی۔ ۵- میرا لڑکا عزیز منور احمد سخت بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار محمد شفیع احمدی سیالکوٹ چھاؤنی۔ ۶- عزیز آصف علی بعارضہ خونی پیچش ایک سال سے علیل ہے۔ جملہ بزرگان سلسلہ سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد ایوب خان بہادر لفٹنٹ مراد آباد دل شاد منزل۔ ۷- خاکسار گھوڑے سے گر کر ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار نور الدین سلارون کشمیر۔ ۸- بندہ عرصہ سے بیمار اور بے کار ہے۔ دوست دعا کریں خاکسار محمد سعید قادیان۔

۹- حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان سلسلہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ میرا کیس پنشن دو سال سے زیر تجویز ہے۔ میری کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار محمد عظیم از کرنال۔ ۱۰- میری ترقی کا سوال درپیش ہے۔ احباب کامیابی کی دعا کریں۔ خاکسار مشتاق احمد کراچی۔ ۱۱- برادر محمد شریف صاحب ڈیرہ بابا نانک لکھتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے نوزائیدہ بچہ کی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی ہے احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اسے اس کی توفیق دے۔

اعلان نکاح

عزیز نور محمد ولد میاں محبوب عالم صاحب کا نکاح امۃ الحفیظ بنت میاں عبد العزیز صاحب کے ساتھ بعوض مہر سات سو روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲ دسمبر بعد نماز ظہر پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ بابرکت کرے۔ خاکسار بقاپوری۔ از قادیان۔

ولادت

۱- میرے ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تئیسواں بیٹا عنایت فرمایا ہے۔ تاریخ ولادت ۱۹- دسمبر ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے اور دین کا خادم بنائے۔ آدم نام رکھا ہے۔ خاکسار حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ

دعائے مغفرت

۱- میری برادر زادی حفیظہ عمر ۱۵- سال جس کی سال گذشتہ میں شادی ہوئی تھی۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۲ء بعد نماز فجر سورۃ یٰسین اصرار کے ساتھ دو دفعہ۔ اور دوسری قرآن کی سورتیں سنتے ہوئے اور خود قل ھو اللہ۔ الحمد شریف اور مناجات بدرگاہ خداوند کریم عزوجل پڑھتی ہوئی وفات پا گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار عبد الرحمن امیر جماعت احمدیہ انبالہ۔

۲- ۲۰ و ۲۱- دسمبر کی درمیانی شب مستری غلام نبی صاحب وفات پا گئے۔ دوست دعائے مغفرت کریں۔ میاں نور حسین۔ کوٹلی ہرزان۔ ۳- عزیزم عبد الصمد صاحب ۵- دسمبر فوت ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار فضل الرحمن۔ پوسٹ خوردہ (اڑیسہ) ۴- محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری نظیر احمد صاحب ۱۴- دسمبر انتقال کر گئیں۔ دعائے مغفرت کیجائے۔ ۵- افسوس کہ مولانا مولوی محی الدین صاحب جو مالابار میں احمدیت کی اشاعت کا ذریعہ تھے۔ ۲۰- نومبر ۱۹۳۲ء انتقال کر گئے مالابار کے غالباً کسی احمدی کو بھی سوائے آپ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا موقعہ نہیں ملا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے عاشق تھے۔ احمدیت کے لئے آپ نے سخت تکالیف اٹھائیں۔ اور بہت سی قربانیاں کیں۔ احباب مرحوم کے لئے مغفرت۔ اور پسماندگان کے لئے صبر کی دعا کریں۔

خاکسار عبد القدوس مالاباری از چنگاڈی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الفضل

نمبر ۷۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

اہم اور ضروری امور کے متعلق ارشادات

۲۷۔ دسمبر ۱۹۳۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تقریر فرمائی۔ اس میں چونکہ حضور نے اہم وقتی امور کا ذکر کیا۔ اور جماعت کے لئے ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔ اس لئے انشاء اللہ یہ تقریر مکمل طور پر چند اقساط میں درج اخبار کر دی جائے گی۔ تاکہ جماعت جلد سے جلد ان اہم امور سے آگاہ ہو سکے۔ ذیل میں اس تقریر کی پہلی قسط پیش کی جاتی ہے (ایڈیٹر)

اپنی صحت کے متعلق

تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

برادران۔ السلام علیکم۔

انسان اپنی کمزوریوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے ارادوں کو نہیں جان سکتا۔ اس سال نومبر کے مہینہ میں دو دفعہ مجھے انفلوئنزا کی شکایت ہوئی۔ مگر میں نے اس وقت چونکہ تمام ملک میں بخار پھیلا ہوا تھا اس تکلیف کو زیادہ محسوس نہ کیا۔ کیونکہ کہتے ہیں مرگ انبوہ جشنے دارد اور یوں بھی اس دفعہ دیکھا۔ کہ باوجود دو دفعہ تیز بخار آنے کے بخار نے جلدی چھوڑ دیا۔ اور جلد طبیعت صحت کی طرف عود کر آئی۔ کئی سال سے صحت کی خرابی کی وجہ سے بعض دفعہ تھوڑے۔ بعض دفعہ زیادہ رمضان کے روزے رہ جاتے تھے۔ اس دفعہ جب رمضان آیا۔ تو مجھے اپنے اندر طاقت زیادہ محسوس ہوئی۔ اور میں نے کہا۔ کہ جہاں تک اجتہاد انتہائی حد کو پہونچ سکے۔ اس کے مطابق سارے روزے رکھنے کی کوشش کرونگا اور ایک روزہ بھی نہ چھوڑوں گا۔ مگر انسان خیال کچھ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کچھ اور ہوتی ہے۔ دوسرے روزہ کے خاتمہ پر ابھی روزہ کھولا ہی تھا۔ کہ سخت سردی محسوس ہونے لگی۔ اتنی سخت کہ گزشتہ بیماریوں میں مجھے یاد نہیں کبھی اتنی سخت سردی لگی ہو۔ سردی صبح تک لگتی رہی۔ اور گرم بوتلوں کے رکھنے سے بھی کم نہ ہوئی۔ صبح کو بخار ہو گیا۔ جو ۱۰۳ درجے سے بھی اوپر تھا۔ ساتھ ہی اس قدر شدید دردِ سر ہو گیا۔ کہ پہلے کبھی اس کا بھی تجربہ نہ ہوا تھا۔ جس طرح اس دن کی سردی میرے لئے بے مثال تھی۔ اس دن اور دِ سر بھی میرے نزدیک بے مثال تھا۔ تین چار دن کے بعد حرارت تو جاتی رہی۔ مگر ضعف اس قدر ہو گیا کہ میں کل صبح تک سمجھتا تھا۔ اس دفعہ میرے لئے جلسہ میں بولنا مشکل ہوگا خصوصاً اس وجہ سے کہ سر کے درد کا کچھ حصہ باقی تھا۔ اور ذرا سی حرکت کرنے حتّٰے کہ بات کرنے کے لئے ذرا سر موڑنے پر بھی گدی میں ٹیس پڑتی تھی۔ مگر جس طرح میں نے خیال کیا تھا۔ کہ شاید اب کے کوئی روزہ بھی نہ چھوڑنا پڑے۔ کیونکہ مجھے اپنے جسم میں گزشتہ سالوں کے رمضان کی نسبت زیادہ طاقت محسوس ہوتی تھی۔ اور میرا یہ خیال غلط نکلا۔ اسی طرح باوجود اس کے کہ رات کو بہت دیر تک احباب سے ملاقاتوں میں مصروف رہا۔ آج صبح سے یکدم دردِ سر دُور ہو گیا۔ (الحمد للہ کا نعرہ) اور میں نے محسوس کیا۔ کہ اب میں جلسہ میں تقریر کرنے سے محروم نہ رہوں گا۔ گو گلے کی خرابی باقی ہے۔ اور صبح عورتوں میں تقریر کرنے کی وجہ سے اس میں زیادتی ہو گئی ہے۔ لیکن پھر بھی آج صبح سے صحت میں ایسا غیر معمولی طور پر افاقہ ہو گیا ہے۔ کہ پہلے اس کے متعلق میں قیاس بھی نہ کر سکتا تھا۔ اور اس طرح مجھے اس وقت تقریر کرنے کا موقع مل گیا ہے۔

تحریک دُعا

پیشتر اس کے کہ میں آج کا مضمون شروع کروں۔ احباب کی توجہ ایک بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ بعض دوست جو اس دفعہ جلسہ سالانہ پر نہیں آ سکے۔ ان میں سے بعض نے تاریں بھیجی اور خطوط لکھے ہیں۔ کہ ان کے لئے دُعا کی جائے۔ وُہ بیماریوں کی وجہ سے یا اور ضروری کاموں کی وجہ سے یہاں آنے سے اس سال رک گئے۔ میں اس وقت ان کے نام سُنا دیتا ہوں۔ تاکہ دوران تقریر میں جب دعا کا موقع ملے۔ یا اختتام تقریر پر یا نمازوں میں دُعا کی جائے۔ تو ان اصحاب کو بھی یاد رکھیں اور ان کے لئے دُعائیں کی جائیں۔ ایک تار حیدر آباد دکن سے سیٹھ محمد غوث صاحب کی طرف سے آیا ہے۔ وُہ وہاں کی جماعت کے فنانس سکرٹری ہیں۔ سلسلۂ احمدیہ کے دیرینہ خدام میں سے ہیں۔ خدمت سلسلہ کا خاص جوش رکھتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے ہیں۔ جن کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ احمدیت سے خاص خلوص ہے۔ اور انسانی علم کی حد تک کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہر ابتلاء میں حق و صداقت پر قائم رہنے والے ہیں۔ ان کی بڑی بیٹی بیمار ہیں۔ سیٹھ صاحب نے مجھے لکھا ہے۔ کہ میں آپ کی اور سلسلہ کی ہر خدمت کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ جلسہ کے موقعہ پر میری بیٹی کی صحت کیلئے دُعا کی جائے۔

دوسرے عبد الحکیم صاحب نئی دہلی کے ہیں۔ انہوں نے سب دوستوں کو تار کے ذریعہ السلام علیکم لکھا ہے۔ وُہ لکھتے ہیں۔ بیماری کی وجہ سے میں جلسہ میں حاضر نہیں ہو سکا۔ میری صحت کے لئے دُعا کی جائے۔

تیسرے ایک پرانے مخلصین میں سے میر سعادت علی صاحب حیدر آباد کے ہیں۔ انہوں نے تار دیا ہے۔ کہ ان کی بیوی بیمار ہیں۔ اور ہسپتال میں پڑی ہیں۔ ان کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

چوتھے صاحب سکندر آباد کے سیٹھ ابراہیم صاحب سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب کے (جو کل کے ایک اجلاس کے صدر تھے) ماموں ہیں۔ وُہ دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ان کی لڑکی بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ گڑھی کپور کوئی جگہ ہے۔ وہاں کے ایک صاحب محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں۔ تمام حاضرین ان کے لئے دُعا کریں۔ اور تمام دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ ایک دوست کے متعلق خط آیا ہے۔ وُہ پُرانے صحابہ میں سے ہیں۔ اور اپنے علاقہ کے لئے ستون ہیں۔ بہت مخلص ہیں۔ وُہ بمبئی کے سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب ہیں۔ ان کے بچوں کے اور وہاں کی جماعت کی طرف سے بھی ان کے لئے دُعا کرنے کے خطوط آتے رہے ہیں۔ سیٹھ صاحب بہت مخلص اور بہت خدمت کرنے والے انسان ہیں بمبئی میں ولایت جانے والوں اور آنے والوں کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ وُہ بیمار ہیں۔ اور قرض کی وجہ سے بھی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے بھی احباب دُعا کریں۔

خرید و فروخت کے متعلق عام سفارش

مجھ سے اس موقعہ پر بعض دوستوں نے سفارشات کے لئے کہا ہے۔ میری عادت یہ ہے۔ کہ سوائے کتابوں کے کہ وُہ علمی ذخیرہ ہوتی ہیں اور ان سے جماعت کو علمی فائدہ پہونچتا ہے۔ دوسری سفارشیں حتی المقدور نہیں کرتا۔ حتی المقدور میں نے اس لئے کہا ہے۔ کہ شاید میں نے کسی وقت کسی کی کمزوری یا کسی اور بات کو دیکھ کر سفارش کر دی ہو۔ لیکن

جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے۔ کوئی ایسی سفارش میرے حافظہ میں نہیں ہے۔ اس لئے میں کسی اور چیز کے متعلق سفارش تو نہیں کرتا۔ لیکن یہ کہہ دیتا ہوں۔ کہ ہمارا یہ عام طریق ہے۔ اور ہر مخلص احمدی کا یہ طریق ہونا چاہیئے۔ کہ جماعت کے دوستوں سے تعاون کیا جائے۔ اس لئے تمام وہ دوست جو تاجر ہوں۔ دوائیوں کے یا سٹیشنری کے یا اور چیزوں کے۔ یا صنعت و حرفت کا کام کرتے ہوں جن بھائیوں کو ان چیزوں کی ضرورت ہو۔ اور جو چیزیں اپنے بھائیوں سے میسر آسکیں۔ وہ ان سے خرید کر ان کی مدد کرنی چاہیئے۔ پھر جو چیزیں احمدیوں سے میسر نہ آسکتی ہوں۔ مگر دوسرے مسلمانوں سے مل سکتی ہوں۔ ان سے حاصل کریں۔ پھر جو چیزیں ان سے بھی نہ مل سکیں اور غیر مسلموں سے مل سکتی ہوں۔ وہ ایسے غیر مسلموں سے خریدنی چاہئیں جو جماعت کی مخالفت کرنے والے نہ ہوں۔ بلکہ جماعت سے اچھے تعلقات رکھتے ہوں۔ غرض ہمارا عام طریق یہی ہونا چاہیئے۔ کہ ہمارا روپیہ اس طرح خرچ ہو۔ کہ اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اسلام کو پہونچ سکے۔ اور اس کے لئے یہی طریق ہو سکتا ہے۔ کہ ہم جو ضروریات پر روپیہ خرچ کریں۔ وہ ان لوگوں کے پاس جائے۔ جو خدمت دین کے لئے چندے دیتے ہوں۔ یا کم از کم ایسے ہاتھوں میں نہ جائے جو اسلام کی مخالفت کرنے والے ہوں۔ یا کم از کم ایسے لوگوں کے پاس نہ جائے۔ جو ہماری سیاسی طور پر مخالفت کرنے والے ہوں۔ پس میں یہ عام رنگ میں سفارش کر دیتا ہوں۔ خاص طور پر نہیں۔ کیونکہ اس طرح بہت بڑی ذمہ واری عائد ہو جاتی ہے ؛؛

کتب کے متعلق سفارش

کتابوں کے متعلق میں خاص طور پر بھی سفارش کر دیا کرتا ہوں۔ اور اب بھی کروں گا۔ گو کتابیں بیچنے والوں کی یہ بھی شکایت ہوتی ہے۔ کہ باوجود سفارش کے وہ بکی نہیں۔ میں نہیں سمجھتا۔ جب میری سفارش پر ان کی کتابیں بکتی نہیں۔ تو پھر وہ مجھے سفارش کرنے کے لئے کیوں کہتے ہیں۔ شائد کتابیں نہ بکنے سے ان کا یہ مطلب ہو۔ کہ جتنی وہ چاہتے ہیں۔ اتنی نہیں بکتیں۔ اول سلسلہ کا ایک بکڈپو ہے۔ وہ کتابیں شائع کرتا رہتا ہے۔ اب کے بھی اس نے کتابیں شائع کی ہیں۔ اس کے متعلق میں سفارش کرتا ہوں۔ کہ اس کی شائع کردہ کتابیں خریدی جائیں۔ اچھوتوں کے متعلق بک ڈپو نے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں اچھے حوالے درج ہیں۔ جو اچھوتوں کے لئے بہت مفید ہیں۔ اور بھی کتابیں شائع کی گئی ہیں۔ وہ خریدی جائیں ؛؛

پھر کتاب گھر والے فخر الدین صاحب ہیں۔ وہ سلسلہ کی کتابیں شائع کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض اوقات میں نے دیکھا ہے۔ کہ اپنی ہمت سے بہت زیادہ بار اٹھا کر شائع کرتے ہیں۔ اور وہ اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ جماعت ان کی طرف توجہ کرے۔ بعض کتابیں انہوں نے بہت اچھی شائع کی ہیں۔ اور وہ اس قابل ہیں۔ کہ جماعت ان کی اچھی طرح اشاعت کرے۔ مثلاً میرے مشورہ کے بعد سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا ترجمہ مختلف زبانوں میں شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا گیا تھا۔ کہ اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا۔ اور یہ وہ رسی ہے۔ جس کے ذریعہ ہم دیگر مذاہب کے لوگوں کو ڈوبنے سے بچا سکتے ہیں۔ اس کتاب کا سیٹھ صاحب نے مختلف زبانوں میں ترجمہ کرایا ہے۔ اور ان کا ارادہ ہے۔ کہ اور زبانوں میں بھی ترجمہ کرائیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے ارادہ میں برکت دے۔ ان کی طرف سے ہندی اور گورمکھی کے ترجمے فخر الدین صاحب نے چھپوائے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ترجمے اپنا اثر پیدا کر رہے ہیں۔ آج ہی سکھوں کی ایک گدی کے مالک نے گورمکھی ترجمہ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ مجھے ایک دوست نے وہ کتاب پڑھنے کو دی تھی۔ جس کا میں مطالعہ کر رہا ہوں۔ پہلے میرے دل میں اسلام کے متعلق بہت شکوک تھے۔ جو اب دور ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر ان کتابوں کو مناسب طور پر ہندوؤں اور سکھوں میں تقسیم کریں۔ تو بہت اچھا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ بعض لوگ جو اپنے مال کی قدر نہیں کرتے۔ کسی کتاب کے دس بیس نسخے خرید لیں گے اور پھر جو سامنے آجائے۔ اسے دے دیں گے۔ یہ نہیں دیکھیں گے۔ کہ اس میں اس کتاب سے فائدہ اٹھانے کی قابلیت بھی ہے۔ یا نہیں۔ اور وہ فائدہ اٹھانے کی خواہش بھی رکھتا ہے۔ یا نہیں۔ ایسی کتابیں ان لوگوں کو دینی چاہئیں۔ جو ان کے مستحق ہوں۔ اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اس طرح اگر اسلامی اصول کی فلاسفی کا ہندی اور گورمکھی ترجمہ تقسیم کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ جو تبلیغ ان قوموں کو پہنچنی چاہیئے تھی۔ مگر ابھی تک نہیں پہونچی۔ وہ ایک حد تک پہونچ جائے۔ اور خدا کے فضل سے ٹھوس نتیجہ بھی ان لوگوں کے مسلمان ہونے کی صورت میں نکل آئے ؛؛

کتاب گھر کی ایک کتاب حربۂ تکفیر اور علماء زمانہ ہے۔ مجھے اس کو دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اگر علماء کے نام اور ان کے افعال سے متاثر ہو کر اس میں سخت کلامی نہیں کی گئی۔ تو وہ بھی خریدنی چاہیئے اور دوسروں میں تقسیم کرنی چاہیئے۔ یہ ہمارا طریق نہیں۔ کہ سخت کلامی اور درشت بیانی سے کام لیں۔ بلکہ چاہیئے کہ جو بات بھی پیش کریں۔ متانت اور سنجیدگی سے پیش کریں۔ خواہ مخالف گالیاں ہی دیتا ہو۔ اور بدزبانی کرتا ہو۔ ہم اسکی وجہ سے اپنی زبان کو کیوں گندہ کریں۔

پھر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر قرآن جمع کی ہے میں نے وہ پڑھی نہیں۔ تا معلوم ہو۔ کہ کس قدر عقل اور سمجھ سے کام لے کر یہ کام کیا گیا ہے۔ مگر اس کی اتنی جلدیں جو شائع ہوئی ہیں۔ تو انہوں نے اس کے لئے محنت کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر قرآن کریم کے حقائق و معارف کے متعلق اشارات ہوتے ہیں۔ اور ان پر غور کرنے والے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ آپ کی بیان فرمودہ تفسیر میں اتنے معارف ہوتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ایک سطر سے کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ ایک کتاب انہوں نے میر محمد اسحٰق صاحب کی انسان کامل شائع کی ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم انسان کامل تھے۔ کچھ اور ٹریکٹ بھی ہیں۔ جیسے محسن اعظم۔ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم احباب کو چاہیئے۔ کہ یہ کتابیں حسب توفیق اور حسب گنجائش ضرور خریدیں۔

اخبار "فاروق" اور "نور" کے متعلق سفارش

پھر ہماری جماعت کے دو اخبار ہیں۔ جن کے متعلق میں سمجھتا ہوں مفید کام کرتے رہے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ مگر انہیں شکایت ہے۔ کہ لوگ خریدتے نہیں۔ ایک کے متعلق تو میں نے "الفضل" میں پڑھا ہے کہ اس کو بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ معلوم نہیں۔ وہ جاری ہے۔ یا نہیں۔ اخبار "نور" سکھوں میں اچھی خدمت کر رہا ہے۔ اور "فاروق" غیر مبائعین اور غیر احمدیوں کے متعلق اچھا کام کرتا رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ بعض مضامین جو "فاروق" میں چھپے۔ وہ "الفضل" میں نہ چھپ سکتے تھے۔ "الفضل" میں عام طور پر مختصر مضامین ہوتے ہیں۔ سوائے میرے خطبات اور مضامین وغیرہ کے۔ میر قاسم علی صاحب کو سلسلہ کے لٹریچر پر اچھا عبور ہے۔ اور انہوں نے سلسلہ کا لٹریچر جمع بھی کیا ہے۔ شیخ یعقوب علی صاحب کے بعد میں سمجھتا ہوں۔ وہی ہیں جنہیں سلسلہ کے لٹریچر کے حوالے بکثرت یاد ہیں۔ اس وجہ سے ان کے مضامین بہت جامع اور مفصل ہوتے ہیں۔ اور بہت مفید ہوتے ہیں۔ مگر ان کے اخبار کی اشاعت بہت کم رہی ہے۔ اسی طرح اخبار نور کی اشاعت بھی کم ہے۔ احباب کو "فاروق" اور "نور" کی اشاعت بڑھانا چاہیئے۔ میں حیران ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہر سال ۴-۵-۶-۷ ہزار آدمی جماعت میں بڑھ جاتا ہے مگر باوجود اس کے ان بیچاروں کی اشاعت ۳-۴ سو سے اوپر جاتی ہی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ لوگوں کی غفلت اور سستی کا نتیجہ ہے۔ دوست سمجھتے ہیں۔ "الفضل" میں جو ضروری مصالحہ مل جاتا ہے۔ تو کسی اور اخبار کے خریدنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ "الفضل" میں بہت کچھ مصالحہ مل جاتا ہے۔ مگر جو کام یہ اخبار کر رہے ہیں۔ وہ "الفضل" نہیں کر رہا۔ اس لئے ان اخبارات کو خریدنے کی بھی احباب کو ضرورت ہے اور ان کی ضرور مدد کرنی چاہیئے ؛؛

مسلمانان امرتسر کی افسوسناک حالت

امرتسر کے مولویوں اور ان لوگوں نے جو مسلمانوں کے باہمی لڑائی جھگڑوں میں اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل سمجھتے ہیں۔ بیچارے عوام کی اخلاقی حالت نہایت ہی قابل افسوس بنا دی ہے۔ اور وہ ہر موقعہ پر فتنہ و فساد برپا کر کے ہمارے ایسے ہمدردوں کے لئے رونے اور غیروں کے لئے ہنسنے کا موقعہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے۔ کہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسہ پر ان لوگوں نے اپنے اخلاق کا نہایت افسوسناک مظاہرہ کیا۔ اور نہتے احمدیوں کو صرف اسی وجہ سے شدید زخمی کیا۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے جلسہ کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ جن لوگوں کے اخلاق اور شریفانہ جذبات کو مولوی کہلانے والوں نے اس درجہ مسل دیا ہو۔ ان کا آپس میں سر پھٹول بھی ضروری ...

ہستی باری تعالیٰ

کیا وجود باری کا عقیدہ انسان کے کسی ذہنی ارتقا کا نتیجہ ہے؟

یہ وہ تقریر ہے۔ جو جناب قاضی محمد اسلم صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے ۲۶ دسمبر ۱۹۳۳ء جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کی (ایڈیٹر)

دلیلِ شہادت

گذشتہ سال میں نے ہستی باری تعالیٰ کے عنوان کے ماتحت عقیدہ وجود باری کی تائید میں ایک دلیل بیان کی تھی۔ اس دلیل کو دلیلِ شہادت کہتے ہیں۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ چونکہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کے متعلق نبیوں نے یکے بعد دیگرے کھلی اور زبردست شہادات دی ہیں۔ اور نبیوں کی جماعت اپنی پاکیزگی۔ راست گوئی۔ فہم اور دانائی کے لحاظ سے ایک نہایت ہی اعلےٰ اور ارفع جماعت ہے۔ اور اس جماعت کو ایسے اقتداری نشان دیئے جاتے ہیں۔ جو بغیر خدا تعالیٰ جیسی ہستی سے تعلق ہونے کے ممکن نہیں۔ کہ کسی کو ملیں۔ اس لئے ایسی ثقہ اور واضح شہادت کے ہوتے ہوئے جو بار بار ہمارے پاس پہنچی ہو۔ ہمارے لئے خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکی ان صفات پر ایمان لانا جو نبیوں نے بیان کی ہیں۔ ایک ناگزیر امر ہے۔

مسئلہ ارتقاء اور عقیدہ وجود باری

اس سال میرے لئے وہی گذشتہ سال والا عنوان مقرر کیا گیا۔ لیکن موضوع نیا ہے۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کا منشاء یہ ہے کہ ایک ہی عنوان کے ماتحت ہر سال نئے نئے موضوع منتخب کر کے بیان کئے جائیں۔ چنانچہ اس سال میرا موضوع مسئلہ ارتقاء اور عقیدہ وجود باری ہے۔ میں اس سوال کو لینا چاہتا ہوں۔ کہ کیا عقیدہ وجود باری انسان کے کسی ذہنی ارتقاء کا نتیجہ ہے اور کیا ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایک نہایت ہی قدیم زمانہ میں انسان نے اپنے بعض جذبات اور ضروریات سے متاثر ہو کر اپنے نفس میں ہی خدا کا عقیدہ ایجاد کیا۔ اور یہ عقیدہ ابتداء میں ایک نہایت ادنےٰ حالت میں تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کر کے اپنی موجودہ شکل کو پہنچ گیا۔

یہ سوال ارتقاء والوں نے پیدا کیا ہے۔ اور ہستی باری تعالیٰ کا مضمون بیان کرتے ہوئے اس سوال کو تمہید کے طور پر لینا ضروری ہے۔ گویا جو کچھ میں آج بیان کروں گا۔ دراصل گذشتہ سال بیان ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن چونکہ اس سوال پر بحث کرنا بہر حال ضروری ہے۔ اور چونکہ فی زمانہ خدا کے متعلق اکثر شبے ارتقاء والوں کے ہی پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے ترتیب مضمون کے بگڑ جانے کے باوجود اس مضمون پر کچھ بیان کرنا ضروری اور مفید ہے۔

مسئلہ ارتقا میں توسیع

اس موضوع کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ مسئلہ ارتقا جس کے ماتحت یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ دنیا کی تمام چیزیں خصوصاً حیوانات اور نباتات کی مختلف انواع جو ہمیں نظر آتی ہیں ادنےٰ چیزوں سے ترقی کرتے کرتے موجودہ صورت کو پہنچی ہیں۔ ایک بہت وسیع مسئلہ ہو گیا ہے۔ شروع شروع میں ارتقاء والے انواع حیوانی و نباتی تک اپنے آپ کو محدود رکھتے تھے۔ اور انسان کی پیدائش پر ارتقاء کے سلسلہ کو ختم کر دیتے تھے۔ لیکن بعد میں انہوں نے ارتقاء کے سلسلہ کو بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ خود انسانی تاریخ۔ انسانی مصنوعات۔ انسانی توہمات و عقائد سب کے سب ارتقاء کے ماتحت ہی سمجھے جانے لگے۔ پس با وجود باری کا عقیدہ بھی چونکہ انسانی عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے۔ اس لئے اس کی توجیہہ بھی ارتقاء کے ماتحت ہی ہونے لگی۔

وجود باری میں شبہ

اب اگر وجود باری کے عقیدہ کے متعلق مسئلہ ارتقا کو صحیح سمجھا جائے۔ تو وجود باری میں ضرور شبہ پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ بغیر اس کے کہ خارج میں خدا کا کوئی وجود ہو۔ اس کے متعلق عقیدہ انسان کے ذہنی ارتقاء کے ماتحت پیدا ہو گیا ہو پھر اگر یہ کہا جائے۔ کہ وجود باری کے عقیدہ میں ارتقاء سے خدا کے وجود کو کوئی مضرت نہیں۔ اور یہ ارتقا دراصل خدا کی شناخت میں ارتقاء ہے۔ تو اس سے بھی کوئی حقیقی خدا پرست مطمئن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو لوگ خدا کو مانتے ہیں۔ وہ کسی مٹی کے خدا کو نہیں مانتے۔ بلکہ خدا کو مع اس کی صفات کے مانتے ہیں۔ ہم محض ایک وجود ہی کو نہیں مانتے۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ خدا کی بعض صفات ہیں۔ اور وہ صفات ایسی ضروری ہیں کہ ان کے بغیر خدا خدا نہیں ہو سکتا۔

صفتِ رحمانیت کا اظہار

مثلاً ہم کہتے ہیں۔ کہ خدا رحمٰن ہے۔ اور اس سے مراد لیتے ہیں۔ کہ خدا بغیر انسان کی کوشش کے بغیر اس کے کہ انسان کوئی جستجو اپنی طرف سے کرے۔ محض اپنے رحم کی بارش اس پر کرتا ہے۔ ایسے خدا کو کم از کم یہ بھی کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے وجود کی دریافت کو انسان پر ہی نہ چھوڑ دے۔ کیونکہ انسانی علم کی حدود بہت تنگ ہیں۔ اور وہ ہرگز خدا جیسی ہستی پر حاوی نہیں ہو سکتا اگر خدا رحمٰن ہے۔ اور اگر اس کا ماننا انسان کے اپنے فائدے کے لئے ہے۔ تو کچھ نہ کچھ اپنا اظہار خدا کو خود انسان پر کرنا چاہیئے اور اگر خود خدا نے اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے۔ تو ہر زمانہ میں خدا کے متعلق "قریباً" ایک سا عقیدہ پایا جانا چاہیئے۔ اور اگر ایک سا عقیدہ یا "قریباً" ایک سا عقیدہ نہیں پایا جاتا۔ اور اس کے برعکس یہ پایا جاتا ہے۔ کہ قدیم زمانوں میں کچھ اور بعد میں کچھ اور بن گیا اور اب کچھ اور عقیدہ پایا جاتا ہے۔ تو یہ سمجھا جائے گا۔ کہ اگر خدا ہے بھی تو اس نے اپنا اظہار خود نہیں کیا۔ بلکہ انسان نے اس کو ڈھونڈھ کر اس کا پتہ لگایا ہے۔ اور یہ صفت رحمانیت کے منافی ہے۔

صفت تکلم کا اظہار

پھر ہم خدا تعالیٰ کی ایک اور صفت مانتے ہیں۔ اور وہ صفت تکلم ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کلام کرتا ہے۔ تو چاہیئے تھا کہ خدا کے متعلق خیال الہام کے ذریعہ پیدا کیا جاتا۔ اور الہام کے ذریعہ پیدا شدہ عقیدہ ہر زمانہ میں ایک ہونا چاہیئے۔ اور اس میں ایسا ارتقا نہ پایا جانا چاہیئے۔ جو انسان کے خود ساختہ عقائد میں پایا جاتا ہے۔ اور اگر خدا لفظاً بندے سے کلام کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم مانتے ہیں کہ وہ یقیناً کرتا ہے۔ تو بھی یہی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ شروع میں ہی خدا کا مکمل تصور انسان کو بخش دیا جاتا اور انسان پر نہ چھوڑا جاتا۔ کہ وہ اپنی عقل اور قیاس سے خدا کی کوئی تصویر تجویز کرتا۔

پس مسئلہ ارتقا کا مسئلہ وجود باری سے ایک گہرا تعلق ہے اور جو کچھ ارتقا والے وجود باری کے عقیدہ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اس پر جرح کرنا ہمارے لئے ضروری ہے اور جب تک ہم یہ جرح نہ کر لیں۔ ہستی باری تعالیٰ کا مضمون مکمل نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ ارتقا کے نظریوں میں اختلاف

جب ہم مسئلہ ارتقاء پر اس نظر سے دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وجود باری کے عقیدہ کے متعلق ارتقاء والوں کا کوئی ایک متفقہ خیال نہیں۔ بلکہ مختلف خیالات اور نظریات کی ایسی بھرمار ہے۔ کہ حیرانی ہوتی ہے۔ کہ کس خیال کو مستند سمجھا جائے۔ اور کس کو نہ۔ کس پر جرح کی جائے۔ اور کس پر نہ۔ جس شخص

نے بھی اس موضوع پر خیال آرائی کی ہے۔ اس نے کوئی نیا ہی نظریہ اس بارے میں پیش کیا ہے۔ اور گو اصولاً ماہران انسانیات اس بارے میں قریباً متفق ہیں۔ کہ وجود باری کا عقیدہ آہستہ آہستہ ترقی کر کے اپنی موجودہ صورت کو پہنچا ہے۔ اس کی ترقی کے اسباب اور منازل کے متعلق جو تفصیلات بیان کی جاتی ہیں وہ نہایت ہی مختلف طریقوں سے بیان کی جاتی ہیں۔ پس ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان بے شمار نظریوں میں سے بعض مشہور و منتخب نظریوں کو لیا جائے۔ اور ان پر مجموعی طور پر بھی اور ایک ایک کر کے بھی جرح کی جائے۔ اور یہ دیکھا جائے۔ کہ آیا ان میں واقعی کچھ جان ہے۔ یا یوں ہی خیال آرائی کا مظاہرہ کیا گیا ہے؛

میں تین ایسے نظریوں کو لیتا ہوں۔ پہلے میں ان نظریوں کا منشاء مختصر طور پر بیان کروں گا۔ اور پھر ان پر جرح کروں گا۔ اس سے انشاء اللہ واضح ہو جائے گا۔ کہ یہ نظریے قیاس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جب کسی چیز کی حقیقت کا علم نہ ہو۔ تو قیاس ہی قیاس رہ جاتا ہے۔ سو ایسا ہی ارتقاء والوں کا حال ہے؛

وجود باری کے متعلق پہلا نظریہ

پہلے نظریہ کے نزدیک وجود باری کا عقیدہ انسان کے جذبۂ خوف کے ماتحت آہستہ آہستہ پیدا ہو گیا۔ جب انسان پیدا ہو گیا تو اس نے اپنے اردگرد ایک خوفناک نیچر پایا۔ کہیں درندے ہیں کہیں وبائیں ہیں۔ کہیں قدرتی مصیبتیں مثلاً زلزلے وغیرہ ہیں۔ خود نظام شمسی اور دوسرے قدرتی مناظر بھی انسان کے دل میں خوف پیدا کرتے ہیں۔ جب انسان نے کھیتی باڑی شروع کر دی تو بارش نہ ہونے کا خوف یا بارش کے بے وقت ہونے کا خوف اسے لاحق ہوتا۔ اور کھیت پک چکنے کے بعد اسکے ٹڈی وغیرہ کے ذریعہ ضائع ہو جانے کا خوف ہوتا۔ ایسے خوفناک ماحول میں انسان زیادہ دیر تک اطمینان کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا۔ اور اگر وہ زندہ رہ سکتا تھا۔ تو کچھ نہ کچھ اس کی ڈھارس اور اسکے سہارے کا سامان ہونا ضروری تھا۔ پس انسان کے نفس نے یہ تجویز کیا۔ کہ قدرتی طاقتیں جو اس کو تباہ کرتی نظر آتی ہیں۔ دراصل احساس قلب رکھتی ہیں اور انکو لجاجت اور خوشامد سے راضی کیا جا سکتا ہے۔ اس عقیدہ کے تجویز کرتے ہی انسان کو اطمینان ہو گیا۔ اور اگر پہلے وہ ان سے ڈرتا اور بھاگتا تھا۔ تو اب اس کو تسلی ہو گئی۔ کہ اگر ان کے آگے گریگا اور ان کی منت سماجت کرتا رہے گا۔ تو ان سے اسے کوئی خوف نہ ہوگا۔ قدرتی طاقتوں کو ذی قلب اور ذی روح مانتا ہوا۔ انسان ان کا خلاصہ کرتا گیا۔ اور آہستہ آہستہ کئی خداؤں کی بجائے ایک قادر مطلق خدا کو ماننے لگا۔ اور انسان اپنے قدرتی جذبۂ خوف سے حفاظت ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا ایک ایسے خدا کا قائل ہو گیا۔ جو تمام طاقتوں کا مالک ہے جو جیسا کہ ہمیں تباہ کر سکتا ہے۔ ہمیں ہر مصیبت اور ہر آفت سے محفوظ و مصئون بھی رکھ سکتا ہے۔ پس ایک ارتقائی نظریہ وجود باری کے عقیدہ کے متعلق تو یہ ہے۔ جسے ہم خوف والا نظریہ کہہ سکتے ہیں

دوسرا نظریہ

دوسرا نظریہ موجودہ زمانہ کے ایک مشہور ماہر نفسیات پروفیسر فرائڈ کے دماغ کی اختراع ہے۔ فرائڈ کا خیال ہے۔ کہ قدیم انسان نفسانی اور شہوانی جذبات اور خواہشوں کا پتلا تھا۔ بلکہ انسانی فطرت کی بنیاد ہی اس کی نفسانیت اور شہوت پر ہے۔ ایسا انسان جب دنیا میں آیا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ ہر شخص آزادی سے اور بلا روک ٹوک اپنی نفسانی و شہوانی خواہشات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اگر ایک شخص ایک چیز کی خواہش رکھتا ہے۔ تو اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ دوسرا شخص بھی اس چیز کی خواہش رکھتا ہے۔ اب یا تو وہ آپس میں لڑیں۔ اور ہر ایسے موقعہ پر لڑیں۔ جبکہ دو شخصوں کی خواہشیں آپس میں ٹکرا جائیں۔ یا ایک شخص اپنی خواہشوں کو قربان کر دے۔ ہر وقت لڑتے رہنا تو محال ہے۔ اگر انسان لڑتے رہیں۔ تو اپنی اصل خواہشوں کو جن پر ان کی فطرت کی بنیاد ہے۔ کس وقت اور کس طرح پورا کریں۔ دوسرے یہ کہ لڑنے سے تباہی آتی ہے۔ اور انسان چونکہ زندگی سے پیار رکھتا ہے۔ اور موت سے ڈرتا ہے۔ اس لئے بھی ہر وقت لڑتے رہنا اس کے لئے ناممکن ہے۔ پس انسانی خواہشات ایک ہی صورت سے پوری ہو سکتی ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ افراد حتی الوسع ایک دوسرے سے امن میں رہیں۔ اور امن میں رہنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کی خاطر اپنی خواہشات کو ایک حد تک قربان کریں پس نسلی یا اپنی زندگی کے قیام کے لئے اور اپنے فطرتی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے انسان اس بات پر مجبور ہوا۔ کہ اپنی خواہشوں کو دبائے۔ اور اپنی سوسائٹی کے قانون کو پورا کرنے کے لئے ان کو قربان کر دے۔ لیکن چونکہ خواہشات کو دبانا اور ان کو ایک حد تک بھی قربان کرنا انسان کے لئے دو بھر ہے۔ اور جب تک اس قربانی کے مقابلہ میں بہت بڑا معاوضہ نہ ملے۔ قربانی ہو نہیں سکتی۔ اور کوئی حقیقی معاوضہ انسان کو اس قربانی کے بدلہ میں مل نہ سکتا تھا۔ اس لئے انسان نے ایک خیالی معاوضہ تجویز کیا۔ اور یہ خیالی معاوضہ عقیدہ وجود باری کا تھا۔ جب ایک ایسے وجود کو مان لیا جائے۔ جو تمام طاقتوں والا ہے۔ اور جسکا حکم ہر انسان کے لئے ماننے کے لائق ہے۔ اور جو ہر قربانی کا اعلےٰ سے اعلےٰ معاوضہ دے سکتا ہے۔ تو وہ قربانی جو انسان کو اپنی زندگی کو امن سے اور دوسروں سے مل جل کر رہنے کے لئے ضروری تھی۔ اس کے لئے نہ صرف ممکن بلکہ خوشی کا موجب بھی ہو گئی۔ پس وجود باری کا عقیدہ جو پہلے ایک موہوم خواہش کی صورت میں تھا۔ آہستہ آہستہ ترقی کر کے ایک عظیم الشان عقیدہ بن گیا۔ اور اس پر تمدن اور مذہب کی بنیاد رکھی جانے لگی؛

تیسرا نظریہ

تیسرا نظریہ بعض ایسے ماہران اقتصادیات نے ایجاد کیا ہے۔ جو موجودہ تمدن سے تنگ آچکے تھے۔ اور اس کی بنیادوں کو ہلا دینا چاہتے تھے بالشویک لوگ بھی ایسے ہی لوگوں کی ایک شاخ سمجھے جانے چاہئیں ان لوگوں کے لٹریچر میں یہ نظریہ بڑے دعویٰ سے پیش کیا جاتا ہے۔ غرض تو ان کی یہ ہے کہ امراء کے خلاف غرباء کے دلوں میں جذبہ پیدا کیا جائے۔ اور بغاوت نفرت اور قانون شکنی سے چونکہ اگر کوئی چیز روکتی ہے تو وہ مذہب ہے۔ اور مذہب کی جان عقیدہ وجود باری ہے۔ اس لئے انہوں نے امراء اور غرباء کے تمدنی تعلق کو اس طور پر بیان کیا۔ کہ ایک طرف امراء سارے کے سارے بدنام ہو جائیں۔ اور دوسری طرف وجود باری کا عقیدہ جس کی وجہ سے ایک بہت بڑی حد تک دنیا امن شکنی اور بغاوت سے محفوظ پڑی ہے۔ ایکدم باطل ہو جائے۔ اس نظریہ کے مطابق جسے ہم عدم مساوات والا نظریہ کہہ سکتے ہیں۔ وجود باری کا عقیدہ امراء کی ایجاد ہے۔ ان کو یہ عقیدہ ایجاد کرنے کی ضرورت اس واسطے پڑی۔ کہ جو شخص ایک دفعہ امیر ہو جائے۔ وہ اپنی دولت اور ثروت میں استقلال چاہتا ہے۔ اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اسکی دولت ہمیشہ اس کے پاس رہے۔ اب اگر غرباء بھی ہوشیار ہوں۔ اور اپنی حالت کو بدلنے کی زبردست خواہش رکھتے ہوں۔ تو وہ کبھی نہ کبھی امراء کو زیر کر لیں گے۔ اور امراء کی دولت امراء کے ہاتھ سے نکل کر غرباء کے ہاتھ میں چلی جائے گی پس امراء کے امیر رہنے کی یہی صورت ہے۔ کہ وہ کسی طرح غرباء کو غافل کر دیں۔ اور ان کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیں۔ کہ انکی غربت ان کے مقدر میں ہے۔ اور ایک نگران خدا نے جو خوب جانتا ہے۔ کہ دنیا کی دولت کی تقسیم کس طرح ہونی چاہیئے۔ یہ غریب امیر کی تقسیم کر رکھی ہے۔ اور اس تقسیم میں بعض حکمتیں ہیں۔ جو اسی کے کامل علم میں ہیں۔ انسان کا کام یہی ہے۔ کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پر قانع رہے۔ اور زیادہ کی خواہش رکھنا۔ اور اپنے سے بڑے پر ہاتھ صاف کرنا اس کو زیبا نہیں پس عدم مساوات جو امراء کے حق میں تھی۔ اس کو قائم رکھنے کے لئے امراء نے وجود باری کا عقیدہ تجویز کیا۔ تاکہ غرباء ایسے خدا سے سکینت حاصل کرتے رہیں۔ اور امراء کا مقابلہ کرنے سے غافل رہیں۔ غرباء کے ساتھ امراء نے خود بھی وجود باری کو ماننا شروع کر دیا۔ کیونکہ اگر وہ خود نہ مانتے تو غرباء کیسے مانتے۔ انہوں نے خدا کو مان لینا بہ نسبت غرباء کو ان کا حق دینے کے یا ان کو اپنے حقوق کے متعلق بیدار کرنے کے سستا سمجھا اور پہلے بناوٹ کے طور پر اور بعد میں عادتاً اور حقیقتاً وجود باری کے قائل ہو گئے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی۔ عام طور پر لوگ خدا کو ماننے لگے۔ وجود باری کے متعلق ارتقائی نظریوں کا خلاصہ بیان کر دینے کے بعد اب میں پہلے ان پر مجموعی طور پر جرح کرتا ہوں۔ اور اس کے بعد ایک ایک کر کے ان نظریوں کی غلطیوں کو واضح کروں گا۔

تمام نظریے قیاسات کی حیثیت رکھتے ہیں

پہلی بات جو ان نظریوں کے متعلق یاد رکھنے کے قابل ہے یہ ہے۔ کہ یہ تمام کے تمام قیاسات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب کسی چیز کے اسباب یا اس کے محرکات معلوم نہ ہوں۔ یا آسانی سے معلوم نہ ہو سکتے ہوں

تو انسان قیاس آرائی شروع کرتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ ایک حد تک وہ قیاس معقول بھی نظر آتا ہو۔ اور اس کی تائید میں بعض نظائر بھی پیش کئے جا سکتے ہوں۔ لیکن امکان تو بے شمار قیاسات کا ہو سکتا ہے جب تک کسی قیاس کے حق میں کھلے کھلے دلائل نہ ہوں۔ اور جب تک وہ اپنے موضوع کے متعلق تمام حقائق پر حاوی نہ ہو جائے۔ یا جب تک اس کے مقابلہ میں کوئی اور قیاس کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ اس قیاس کو علمی یا ایک ثابت شدہ حقیقت کی حیثیت نہیں دی جا سکتی۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہئے۔ کہ کسی سڑک پر رات کے وقت ہم ایک آدمی کو اکیلے چلتا دیکھتے ہیں۔ اگر ہم اس سے کوئی بات نہ کریں۔ اور اس کے حالات کی تحقیق اس کے بتائے ہوئے نشانات کی روشنی میں نہ کریں۔ تو ہم قیاس ہی قیاس کر سکتے ہیں۔ اور ایسے حالات میں ہم بے شمار قسم کے قیاس دوڑا سکتے ہیں۔ مثلاً ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ شخص چور ہے۔ جو کہیں چوری کرنے جا رہا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ شخص دیوانہ ہے۔ جس کو نیند میں چلنے کا مرض ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ شخص نہ تو چور ہے نہ دیوانہ بلکہ ہوشیار اور سمجھدار شخص ہے۔ جو کسی مریض کی خبر پا کر اور اس کی حالت کو نازک سمجھ کر رات کے وقت ہی اس کے لئے ڈاکٹری امداد حاصل کرنے کے لئے جا رہا ہے۔ اس قسم کے شاید اور بھی کئی قیاسات اس اکیلے شخص کی نسبت دوڑائے جا سکتے ہیں۔ لیکن کون عقلمند اس کو سنتے ہی مان لیگا۔ جب تک اس شخص کے حالات کی تحقیق نہ کر لی جائے۔ خوب دیکھ لو۔ ہر قیاس ممکن ہے۔ کہ درست ہو۔ چور رات کے وقت ہی چوری کے لئے نکلا کرتے ہیں۔ ایسے دیوانے بھی ہوتے ہیں۔ جو سوتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور پھر نیند ہی نیند میں بازاروں میں گھوم آتے ہیں۔ اور اشد ضرورت کے وقت شرفاء رات کے وقت اپنے دوستوں یا رشتہ داروں کی امداد کو نکلا ہی کرتے ہیں۔ اور پھر ممکن ہے۔ کہ بعض اتفاقی باتیں اس چلنے والے کی چال ڈھال میں ایسی پائی جاتی ہوں جن کو کسی نہ کسی قیاس کی تائید میں پیش کیا جا سکتا ہو۔ پس اگر ایسے قیاسات پر ہم جائیں تو بیسیوں پیدا کر سکتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر قیاس نہ صرف ممکن بلکہ معقول نظر آئیگا۔ ارتقاء والے غیر نبیوں کے حالات لیتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں کے حالات سے استدلال کرتے ہیں۔ جو خدا کے عقیدہ کے اصل ناشر نہیں ہوتے۔ لیکن ان قیاسات کی حقیقت تو تب معلوم ہو جب ان کی تحقیق کی جائے۔ اور انکو وجود باری کے ماننے والوں کی زندگیوں کی روشنی میں دیکھا جائے۔ بلکہ نبیوں کی زندگیوں کو پیش نظر رکھ کر ان پر جرح کی جائے۔ ارتقاء والوں کا قاعدہ ہے۔ کہ اپنے مطلب کی باتیں لے لیتے ہیں اور باقی چھوڑ دیتے ہیں۔ بلکہ ان کا قاعدہ ہے۔ کہ جب مذہب کی باتوں کو یا مذہب کے ماننے والوں کی باتوں کو بطور مثال اور دلیل پیش کرتے ہیں۔ تو ہمیشہ ایسی باتوں کو لیتے ہیں۔ جو زیادہ سے زیادہ مذہب کی بگڑی ہوئی شکل کہلا سکتی ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی زندگیوں سے استدلال کرتے ہیں۔ جن کا مذہب ایک مسخ شدہ حالت میں ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کے لئے ایک کھلا راستہ ہے۔ کہ وہ اپنے نظریوں کو نبیوں پر چسپاں کر کے دکھلائیں۔ اور یہ وہ اکثر نہیں کرتے۔ بس جن لوگوں نے وجود باری کے عقیدہ کی بنیاد رکھی ہے۔ ان کے حالات سے قطع نظر کر کے اگر کوئی وجود باری کے عقیدہ کی کنہ بیان کرنے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ تو اس کے دعویٰ کو خشک خیال آرائی سے زیادہ وقعت نہیں دی جا سکتی۔ اور جو تین نظریے میں نے پیش کئے ہیں۔ وہ ایسی ہی خیال آرائی کی تین شاندار مثالیں ہیں۔ درحقیقت وہ ایسے ہی قیاسات ہیں۔ جیسے کہ میں نے مثال کے طور پر رات کے وقت ایک راہ گذر کے متعلق بیان کئے تھے۔ جیسے اس رہگذر کے متعلق قیاسات بے ثبوت ہیں۔ ویسے ہی عقیدہ وجود باری کے متعلق قیاسات بے ثبوت ہیں۔

ایک اصولی بات

دوسری اصولی بات ان ارتقائی نظریوں کے متعلق یاد رکھنے کے قابل یہ ہے۔ کہ جو چیز ارتقاء سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کی ابتداء اور مختلف منازل کا پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ اس کی ابتداء بھی اور مختلف منازل بھی اندھیرے میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ کسی ایسی چیز کو لے لو جس کے ارتقاء سے پیدا ہونے میں اور آہستہ آہستہ ترقی یافتہ ہونے کے متعلق کسی کو شبہ نہ ہو۔ تو یہی پایا جائے گا۔ کہ نہ اس کی ابتداء کا پتہ ہوگا اور نہ یہ پتہ ہوگا۔ کہ اس کی ترقی کی مختلف منازل کب ظہور میں آئیں اور ہر منزل پر اس چیز کی کیا شکل تھی۔ مادی چیزوں میں سے پوشاک انسانی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے متعلق ہر شخص مانیگا۔ کہ یہ آہستہ آہستہ اپنی موجودہ شکل کو پہنچی ہے۔ لیکن دیکھ لو۔ نہ اس کی ابتداء کا پتہ ہے نہ اس کی بعد میں آنے والی مختلف منازل کا کسی کو علم ہے۔ کئی دفعہ ہمارے دیکھتے دیکھتے۔ پہننے کی چیزوں کے فیشن بدل جاتے ہیں۔ اور ہمیں علم نہیں ہوتا۔ کہ یہ انقلاب کب کس کے ذریعہ اور کس طرح ظہور میں آیا۔ لیکن عقیدہ وجود باری اور مذہب ان معنوں میں جن معنوں میں کہ نبیوں نے اسے پیش کیا۔ اور ماننے والے مانتے ہیں۔ یا ماننے کی آرزو رکھتے ہیں۔ بالکل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں؛

عقیدۂ وجود باری انبیاء کے ذریعہ پیدا ہوا

عقیدہ وجود باری کے متعلق جہاں تک انسانی ریکارڈ ہمارا ساتھ دیتے ہیں۔ یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بعض معین اور مختص ہستیوں کے ذریعہ دنیا میں آیا۔ اور انہوں نے ہی اس عقیدہ کی اشاعت کی۔ اور ان کی شہادت اور انہی کی تاثیر سے ان کے زمانہ کے لوگوں نے اس عقیدۂ کو قبول کیا۔ یہی ہستیاں نبی کہلاتی ہیں۔ پھر یہی نہیں۔ کہ نبی کچھ بات شروع میں بتا جاتے ہیں۔ اور بعد میں آنے والے اس میں بڑھا گھٹا کر کچھ اور کا اور بنا لیتے ہیں۔ بلکہ نبی اپنی تعلیم مکمل طور پر چھوڑ جاتے ہیں۔ بعد میں آنے والے غلطی سے اور ناسمجھی سے اسکو بڑھا۔ یا گھٹا لیں۔ تو اور بات ہے لیکن اگر وہ ایماندار ہوتے ہیں۔ تو انکی آرزو اور کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے معلم کی تعلیم کو اور اس کی بتائی ہوئی باتوں کو ان کی اصل شکل میں محفوظ رکھیں۔ اور انہی پر قائم رہیں؛

مذہبی لیڈروں اور دنیاوی فلاسفروں میں فرق

کہا جاتا ہے۔ کہ مذہبی لیڈروں میں اور عام فلاسفروں یا ایسے لوگوں میں جو نئے علوم کی بنیاد رکھتے ہیں۔ کوئی فرق نہیں ہوتا۔ فلاسفر بھی اپنے سے پہلے خیالات اور عقائد کو جو منتشر حالت میں ہوتے ہیں جمع کرتے ہیں۔ اور آئندہ کے خیالات کی بنیاد رکھتے ہیں۔ نبی بھی یہی کرتے ہیں لیکن یہ ایک سخت غلطی ہوگی۔ کیونکہ نبی اگر اپنے ماحول کے منتشر خیالات کو صرف جمع کرنے والے ہوتے ہیں۔ تو انکی مخالفت کیوں ہوتی ہے۔ انکی تو ایسی ہی شدید مخالفت ہوتی ہے۔ کہ جب تک وہ غیر معمولی آفات سے دب نہ جائے۔ نہیں ہٹتی۔ پس معلوم ہوا۔ کہ نبیوں کی تعلیم محض منتشر خیالات کا مجموعہ نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک نہایت ہی اہم معنے میں نئی چیز ہوتی ہے جب با وجود باری کا عقیدہ اور اس کے متعلق تعلیم ہر نبی نے بار بار نئے طور پر اور مخالف حالات میں آ کر دی ہے۔ تو یہی سمجھا جائیگا۔ کہ ایسی تعلیم کسی ارتقاء کے نتیجہ میں پیدا نہیں ہوگئی۔ بلکہ یہ بار بار نئے طور پر ایک ایسی ہستی نے بھیجی ہے۔ جسکو انسان کی انتہائی بھلائی منظور تھی۔ اور جو ہر زمانہ میں جبکہ انسان اندھیرے میں پڑ کر اندھیرے سے پیار کرنے لگتا تھا۔ انکو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لاتی ہے

قدیم قوموں میں خدا کا خیال

تیسری بات جو ان نظریوں کے متعلق مجموعی طور پر یاد رکھنی ضروری ہے یہ ہے۔ کہ ارتقاء والے کچھ ہی کہیں۔ اور ہزار واقعات اپنے اس خیال کی تائید میں پیش کریں۔ کہ وجود باری کا عقیدہ قدیم زمانہ میں ایک غیر ترقی یافتہ شکل میں تھا۔ اور آہستہ آہستہ ترقی کرتا چلا گیا۔ اگر ہم غور سے قدیم قوموں کے عقائد اور بعد میں آنیوالی قوموں کے عقائد کا موازنہ کریں۔ تو ان میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا۔ بلکہ ایسی مماثلت نظر آتی ہے۔ جو ایک انسان کو حیرت و استعجاب میں ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ اور جو پکار اٹھے کہ واقعی خدا نے خود الہام کر کے پیدا کی ہو۔ ممکن ہی نہیں۔ ارتقاء والے اکثر قدیم قوموں کے لٹریچر یا ان کے اور آثار کی چھان بین کیا کرتے ہیں۔ اور ان کے خدا کے متعلق عقائد کو ادنےٰ قسم کا دکھلایا کرتے ہیں۔ چنانچہ بڑی بڑی ضخیم کتابیں اس موضوع پر بڑے بڑے عالی دماغ محققوں نے لکھی ہیں۔ لیکن وُہ یہ بھول گئے۔ کہ خدا کے متعلق بگڑے ہوئے خیالات ڈھونڈھنے کے لئے تاریخ میں اتنی دور جانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا یہی خیالات اپنی بگڑی ہوئی حالت میں موجودہ زمانہ کی قوموں میں نہیں پائے جاتے۔ ایسی قوموں میں جو یقیناً ایک زمانہ میں خالص توحید پر قائم تھیں کیا ہندو رفارمر آج ہمیں نہیں بتا رہے۔ کہ ویدوں کی اصل تعلیم توحید ہے۔ کیا عیسائیوں میں جو آج تین خداؤں کو مانتے ہیں۔ ایک موحد فرقہ نہیں جو اپنی تاریخ ابتداء عیسائیت سے بتاتا ہے۔ کیا وہی مسلمان جو ایک زمانہ میں لا الٰہ الا اللہ پر کٹ مرتے تھے۔ آج قبر پرست۔ تعویذ پرست اور توہم پرست نہیں۔ پس کسی خالص تعلیم کا بگڑ جانا اور بات ہے۔ اور اسکا شروع میں ایک ادنیٰ غیر ترقی یافتہ ہونا اور بات ہے۔ اصل سوال یہ ہے۔ کہ کیا قدیم قوموں میں واقعی ایک خدا کا خیال جسے خدا کے متعلق ترقی یافتہ خیال سمجھا جا سکتا ہے۔ نہیں پایا جاتا۔ جب ہم اس سوال کو لیتے ہیں۔ تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قدیم سے قدیم قومیں جن کے کچھ بھی حالات ہمیں معلوم ہو سکتے ہیں

یا اس زمانہ کی وہ قومیں جو کسی نہ کسی وجہ سے اپنی باتوں میں، یا اپنے تمدن اور اپنے علوم میں بالکل ابتدائی سے ابتدائی حالت میں ہیں، ایسی ساری قوموں میں ایک خدا کا عقیدہ پایا جاتا ہے، اور اگر وہ ایک خدا کے عقیدہ سے کبھی منحرف بھی نظر آتی ہیں۔ تو ان کی تصویری زبان کو الگ کر کے ہم ایک خدا کا عقیدہ ان کے ریکارڈوں ہی سے نکال سکتے ہیں۔

یورپین مصنفین کی کتب سے چند اقتباسات

اس بات کی تائید میں خود یورپ والوں کی کتابوں کے اقتباس پیش کئے جا سکتے ہیں، کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان لوگوں نے قدیم قوموں کے ریکارڈوں کو اور ایسی موجودہ قوموں کے ریکارڈوں کو جو گو اس زمانہ میں ہیں مگر تمدنی اور ذہنی لحاظ سے ابھی قدیم قوموں کی طرح ہیں، بڑی محنت اور عرق ریزی سے جمع کیا ہے، بلکہ آج کل بھی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں ایسی قوموں کے حالات کو جمع کرنے والوں اور ان کو ترتیب دینے والوں کو بڑی بڑی ڈگریاں ملتی ہیں، پس خود ان کے محفوظ کئے ہوئے ریکارڈوں میں سے ایسی باتیں پیش کی جا سکتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گو ایک قوم باقی امور میں اپنی ادنیٰ سے ادنیٰ حالت میں ہو۔ خدا کے متعلق اس کا عقیدہ ایسا ہی یا قریباً ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کوئی ترقی یافتہ سے ترقی یافتہ عقیدہ ہوتا ہے۔ حالانکہ اگر ارتقاء درست ہوتا تو یہ قومیں جیسا کہ اور باتوں میں ایک ادنیٰ حالت میں ہوتی ہیں، خدا کے متعلق اپنے عقیدہ میں بھی ویسی ہی ادنیٰ حالت میں ہوں۔

میں زیادہ مثالیں تو پیش نہیں کر سکتا، لیکن بابل کی قوم شاید سب سے قدیم قوم ہے جس کے حالات ہمیں کچھ کچھ معلوم ہیں اور جس کو بت پرست سمجھا جاتا ہے۔ بابل کے ایک بادشاہ کی دعا محفوظ ہے اور وہ یہ ہے۔

اے دائمی بادشاہ، تمام مخلوق کے مالک تو میرا خالق ہے، اے بادشاہ تیرے رحم کے مطابق، اے آقا جو تو سب پر رحم کرنے والا ہے، تیری وسیع بادشاہت رحم کرنے والی ہو، اپنی الوہیت کی عبادت کی محبت میرے دل میں گاڑ دے، اور جو کچھ تجھے اچھا معلوم دیتا ہے، وہ مجھے دے کیونکہ تو ہی ہے جس نے میری زندگی کو اس رنگ میں ڈھالا ہے،

اس دعا میں کیسے اعلیٰ درجہ کے خیالات ظاہر کئے گئے ہیں خدا کے متعلق نہایت ہی ترقی یافتہ جذبات پیش کئے گئے ہیں، بلکہ نبیوں کے سے طریق پر دعا مانگی گئی ہے، دعا مانگنے والا کہتا ہے کہ ممکن ہے میں کوئی چیز مانگوں اور وہ میرے لئے مضر ہو۔ اس لئے اے خدا جو کچھ تیرے علم میں میرے لئے اچھا ہے وہ مجھے دے۔

اس قسم کی اور بھی شاندار مثالیں دی جا سکتی ہیں اور ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ارتقاء واقعات کے لحاظ سے قوموں کے ریکارڈوں کے لحاظ سے غلط ہے،

اب میں تینوں نظریوں کو الگ الگ کر کے لیتا ہوں اور ہر ایک کے متعلق مختصر طور پر کچھ بیان کرتا ہوں،

خوف والے نظریہ پر بحث

سب سے پہلے خوف والے نظریہ ہی کو لیتا ہوں، یہ صاف بات ہے کہ اگر خدا کا عقیدہ خوف کے نتیجہ میں پیدا ہوتا تو اس عقیدہ کے سکھلانے والوں کو توہمات کی تائید کرنی چاہیئے تھی، بلکہ جس قدر کسی نبی کے قرب کا زمانہ ہم لیتے اسی قدر زیادہ توہمات ہمیں اس میں نظر آنے چاہیے تھے، اس میں شک نہیں کہ کئی خدا کو ماننے والے توہمات میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن یہ عجیب بات ہے کہ نبی کے اپنے زمانے اور نبی کے قریب کے زمانہ میں ایسے توہمات کا نام و نشان نہیں ملتا ہاں بعد میں یہ باتیں ملتی ہیں اور اسی قدر زیادہ ملتی جاتی ہیں۔ جس قدر کہ نبی کے زمانہ سے بعد ہوتا جاتا ہے، کوئی دکھلائے تو سہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے خلفا یا صحابہ تعویذ دیا کرتے تھے جن سے لوگوں کی مرادیں پوری ہوا کرتی تھیں۔ یا کوئی بتلائے تو سہی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یا حضور کے خلفاء میں سے کسی نے تعویذ لکھنے سکھائے۔ گذشتہ سال ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تعویذوں کے متعلق سمجھاتے ہوئے صاف صاف بتا دیا تھا کہ نبی لوگوں کو توہمات سے چھڑانے کے لئے آتے ہیں، چنانچہ ہر نبی کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا رہا۔

پھر قبر پرستی پیر پرستی بھی بعد میں ہی پیدا ہوتی ہے جب تک نبی کی تعلیم تازہ رہتی ہے اور اس کا اثر لوگوں کے قلوب پر رہتا ہے اس قسم کی بدعات ظاہر نہیں ہوتیں، ٹونا ٹوٹکا۔ منتر جنتر یہ بھی توہمات ہیں اور ان کا نشان بھی نبی کے زمانہ میں نہیں ملتا، حالانکہ نبی جو وجود باری کا عقیدہ سکھلاتے ہیں، اگر خوف سے متاثر ہو کر ایسے عقیدہ کی تلقین کرتے تو ان کی تعلیم کے نتیجہ میں ان توہمات کو ترقی کرنی چاہیئے تھی اور ان کے زمانہ میں تو ان باتوں کا بڑا ہی زور ہونا چاہیئے تھا مگر واقعات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کی تعلیم خوف سے متاثر نہیں ہوتی،

فرائیڈ کے نظریہ کی تردید

اس کے بعد فرائیڈ والے نظریہ کو لو۔ فرائیڈ کا خیال میں نے بیان کیا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ افراد انسانی امن سے سوسائٹی میں رہنے کے لئے ایک دوسرے کی خواہشات کا لحاظ کرتے ہیں۔ جب ایک فرد دوسرے فرد کی خواہشات کا احترام کرتا ہے تو گویا اپنی خواہشات کو اس حد تک قربان کرتا ہے، اس طرح ہر شخص قربانی کرتا ہے اور اس قربانی کا معاوضہ ایک خیالی خدا کے وجود میں ڈھونڈھتا ہے فرائیڈ کا یہ خیال اگر درست ہو تو سب سے زیادہ انقباض طبیعت اور جذبات کی کشمکش انہی لوگوں میں ہونی چاہیئے۔ جو سب سے زیادہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں

نبیوں کی حالت

لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نبیوں میں ان کی عمر کے کسی حصہ میں بھی ایسا انقباض یا ایسی کشمکش پائی جاتی ہے نبی تو بچپن میں بھی، جوانی میں بھی ادھیڑ عمر میں بھی اور بڑھاپے میں بھی سکینت کی ایک تصویر ہوتے ہیں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سوانح پر نظر ڈالو سکینت ہی سکینت نظر آئے گی، ان کو اپنی خواہشات سے کبھی جنگ نہیں کرنی پڑی،

پس اگر طبیعت کے انقباض اور جذبات کی کشمکش کے نتیجہ میں وجود باری کا عقیدہ پیدا ہوا ہے تو نبی جو اس عقیدہ کے بانی ہیں سب سے زیادہ اس انقباض اور کشمکش میں مبتلا نظر آنے چاہئیں، اگر بڑھاپے میں وہ خدا کے عقیدہ میں راسخ ہو کر انقباض اور کشمکش جذبات دور کر چکے ہوتے ہیں تو کم از کم جوانی میں ہی ان باتوں کے آثار پائے جانے چاہئیں لیکن یہ بھی نہیں ہوتا،

پھر اگر نبی ایسی ہی کشمکش کی زندگی میں سے ہو کر گذرتے ہیں تو ان کی تعلیم میں بھی کوئی ربط اور کوئی نظام نہ ہونا چاہیئے، ان کی بتلائی ہوئی باتیں مجنونانہ ہونی چاہئیں، لیکن معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے، نبیوں کی باتیں نہ صرف مجنونانہ نہیں ہوتیں بلکہ انتہائی دانائی کی ہوتی ہیں، یہاں تک کہ دنیا تمدنی امور میں بھی اور علمی امور میں بھی اپنی ساری دانائی نبیوں سے ہی لیتی ہے۔

عدم مساوات کا نظریہ

تیسرا نظریہ عدم مساوات والا ہے اس کی رو سے خدا کا عقیدہ عدم مساوات کو جاری و قائم رکھنے کے لئے معرض وجود میں آیا ہے، اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر واقعی خدا کا عقیدہ امراء نے عدم مساوات کو قائم رکھنے کے لئے جاری کیا ہے تو پھر نبیوں کو عدم مساوات کا حامی ہونا چاہیئے کیونکہ آخر وجود باری کا عقیدہ دنیا میں پیدا تو نبیوں کے ذریعہ ہی ہوتا ہے، اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ نبی بجائے اس کے کہ عدم مساوات کو قائم کریں اس کو آ کر توڑتے ہیں۔ اور ایسے قانون جاری کرتے ہیں جس سے کہ عدم مساوات اٹھ جائے اور نبیوں کی اقتصادی تعلیم تو ایسی محفوظ نہیں۔ اسلام میں عدم مساوات کا ایسا علاج کیا گیا ہے کہ بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ دنیا اپنے قانون سے انسانوں میں عدم مساوات پیدا کرتی ہے بلکہ اس کو بڑھاتی چلی جاتی ہے امیر کو اور زیادہ امیر اور غریب کو اور زیادہ غریب بناتی چلی جاتی ہے لیکن اسلام ہے کہ ہر راستہ سے عدم مساوات کو کاٹتا ہے، اسلام میں سود کا امتناع ہے، اسلام میں زکوٰۃ ہے جو دراصل سرمایہ پر ایک مستقل اور بھاری ٹیکس ہے، اسلام میں ورثہ کا قانون ہے یہ ساری باتیں عدم مساوات کا علاج اور اس کے لئے تریاق ہیں دوسری بات اس کے متعلق یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اگر امراء ہی خدا کے عقیدہ کی در پردہ تائید کرتے رہتے ہیں تو جب کبھی بھی کوئی خدا منوانے والی تحریک کی بنیاد دنیا میں ڈالی جائے، امراء کو اس میں پیش پیش ہونا چاہیئے لیکن یہاں پر بھی معاملہ برعکس ہے امراء تو پیچھے رہ جاتے ہیں اور خدا منوانے والی تحریکوں کی خدمت کرنیوالے اکثر غرباء ہی ہوتے ہیں پس عدم مساوات قائم کرنیکے خیال کا بھی خدا کے عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں،

خدا کا عقیدہ سکھانے والے انبیاء ہی ہیں

5

جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں جمعیتہ اہل حدیث کلکتہ کی ناکامی

امسال جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موقعہ پر سکرٹری جمعیت اہل حدیث نے ہمارے خلاف ایک اشتہار بعنوان "اشتہار واجب الاظہار" شائع کیا۔ جس میں ہر طرح جھوٹ۔ تحریف اور افترا سے کام لے کر عوام کو احمدیوں کے خلاف مشتعل کرنے اور جلسہ سیرت میں شریک ہونے سے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن لوگ جلسہ میں آئے۔ اور بحمداللہ بکثرت آئے۔ حتیٰ کہ ہال کھچا کھچ بھر گیا۔ اور یوں وہابی ملاؤں کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ہم نے اشتہار بعنوان "دعوت حق" شائع کیا۔ جس میں تفصیل کے ساتھ سکرٹری جمعیت اہل حدیث کلکتہ کے اشتہار کا جواب دینے کے علاوہ وفات حضرت عیسٰے علیہ السلام کو مدلل طور پر بیان کر کے ان کے علماء سے جواب کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے جواب کی کسی کو جراءت نہ ہوئی ؛

اس کے بعد جمعیت اہل حدیث کلکتہ کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے یہ اعلان کیا۔ کہ ۱۵ ار ۱۶ ار ۱۷ ار دسمبر تین دن متواتر اہل حدیث کا جلسہ ہوگا۔ اس میں چونکہ انہوں نے ایسے مضامین کے عنوان شائع کئے۔ جو سراسر احمدیوں کے خلاف تھے۔ اس لئے ہم نے وقت پر اہلحدیثوں سے مناظرہ کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کر دیا ؛

چونکہ گذشتہ سال یہاں کی "جمعیت اہلحدیث" نے ایسے وقت اپنا جلسہ کیا تھا۔ جبکہ مقامی احمدی اپنے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے قادیان جا چکے تھے۔ اور جمعیت مذکورہ نے احمدیوں کی عدم موجودگی سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور لیکچراروں نے بلا کسی کی اطلاع کے اپنی تقاریر میں احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اس لئے اس موقعہ پر ہم نے بار بار "جمعیت اہلحدیث" کلکتہ کے ارباب بست وکشاد سے تحریری وتقریری دریافت کیا۔ کہ آپ لوگ گذشتہ سال کی طرح کوئی چال چلیں گے۔ یا باقاعدہ مناظرہ کر کے پبلک پر حق و باطل کو واضح ہونے دیں گے ؟ اس بارے میں ہمیں اطلاع دیں۔ لیکن صدائے برنخواست گذشتہ سال کے تجربہ سے ہم "جمعیت اہلحدیث کے رویہ سے واقف تھے۔ اس لئے ہم نے اپنے طور پر قادیان سے مبلغین بھیجنے کے لئے ناظر صاحب دعوت وتبلیغ کی خدمت میں درخواست بھیج دی بحمداللہ کہ نظارت کی ہدایت کے ماتحت مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی محمد سلیم صاحب اور مولوی شیخ مبارک احمد صاحب تین مبلغ ۱۴ دسمبر بعد دوپہر کلکتہ پہنچ گئے۔

جب بار بار کی یاد دہانی اور استفسار کے باوجود "کار پردازن اہلحدیث" نے کامل خاموشی اختیار کر لی۔ تو پبلک پر حقیقت حال واضح کرنے کے لئے ہم نے "کھلی چٹھی" بنام سکرٹری صاحب جمعیت اہلحدیث کلکتہ کے ذریعہ تمام حالات کا اظہار کر دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا۔ کہ پبلک کو چاہیئے جمعیت اہلحدیث کو میدان مناظرہ میں نکلنے کے لئے مجبور کرے۔ ورنہ اس کی اپنے کوچے میں بے جا تعلّیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ پھر متواتر اشتہارات کے ذریعہ اہلحدیث لیکچراروں کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاتا رہا۔ آخر کار جب انصاف پسند لوگوں نے ارکان جمعیت اہل حدیث کو مناظرہ کے لئے مجبور کیا۔ تو انہوں نے ہمارے نام ایک چٹھی بھیجی۔ جس میں لکھا۔ کہ اگر ہمارے ساتھ شرائط مناظرہ طے کر لیں۔ ہم لوگ عین وقت پر ان کے مکان پر جا پہنچے۔ مگر شرائط نہ طے ہونا تھے نہ ہوئے۔ ہر چند غیر احمدی احباب نے جو بکثرت وہاں موجود تھے۔ اپنے مولویوں کو سمجھایا۔ کہ شرائط طے ہونے دو۔ اور بے جا ضد نہ کرو۔ کیونکہ تم تصفیہ شرائط میں غلط راہ اختیار کر رہے ہو۔ مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ حتیٰ کہ ہمارے دوست سکرٹری صاحب جمعیت اہل حدیث سے یہ وعدہ لے کر کہ وہ ۶ بجے شام انجمن احمدیہ کلکتہ میں حاضر ہو کر شرائط طے کر لیں گے۔ واپس آ گئے۔ مگر افسوس کہ سکرٹری صاحب موصوف انجمن میں تشریف نہ لائے۔ کئی بار انہیں یاد دلایا گیا۔ اور غیر احمدیوں کی معرفت بھی کہلوایا گیا۔ مگر جواب ندارد۔ جب زیادہ زور دیا گیا۔ تو جواب آیا۔ کہ ہمیں اپنے جلسہ سے فرصت نہیں۔ لیکن بقول شخصے "دروغ گو را تا بخانہ اش باید رسانید" ایک غیر احمدی صاحب کو ہم نے چند سوالات لکھ کر دیئے تھے۔ کہ اپنے مولویوں سے ان کے جواب دریافت کرے ؛

اس غیر احمدی صاحب نے اپنے خرچ سے ان سوالات کو چھپوا لیا۔ اور ایک اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں جا کر پیش کر دیا۔ جسے مولوی صاحب نے چاک کر کے اپنی تنگ نظری کا افسوسناک ثبوت دیا۔ حالانکہ اس غیر احمدی نے ہر چند حلفاً بیان کیا کہ میں احمدی نہیں ہوں۔ خدارا آپ مجھے ان سوالات کا جواب دیں۔ لیکن مولوی صاحب کے سامنے اس کی کوئی پیش نہ گئی ؛

مجموعی طور پر پبلک پر اچھا اثر ہے۔ اور اکثر غیر احمدی خصوصاً نوجوان طبقہ غیر احمدی مولویوں بالخصوص مولوی ثناء اللہ سے سخت بدظن ہے اور نیک نتائج کی امید ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے سعید روحوں کو قبول ہدایت کی توفیق عطا فرمائے ؛ (نامہ نگار الفضل کلکتہ)

ایک استانی کی ضرورت

بٹالہ میں اہلحدیثوں سے کامیاب مناظرہ

انجمن شباب المسلمین بٹالہ کے جلسہ پر عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی اور دیگر مخالفین نے اس بات پر انتہائی زور دیا تھا۔ کہ مسلمان احمدیوں سے کسی قسم کے تعلقات نہ رکھیں ان کے لیکچر نہ سنیں۔ ان سے مناظرات نہ کریں۔ ان کی مجالس میں شریک نہ ہوں۔ اور یہ سمجھ لیں۔ کہ گویا ان کا وجود ہی دنیا میں نہیں ہے ؛

اس جلسہ سے تیسرے ہی دن انجمن احمدیہ بٹالہ کی طرف سے مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل کا ایک پبلک لیکچر کرایا گیا۔ جس میں مخالفوں کی انتہائی رکاوٹوں اور پروپیگنڈا کے باوجود غیر احمدی مسلمان بکثرت شامل ہوئے۔ اس کے ایک ہفتہ بعد ۱۷ دسمبر کو اہلحدیثوں سے ہمارا ایک کامیاب مناظرہ ہوا۔ انجمن شباب المسلمین کے کارکنوں نے کئی دنوں تک لوگوں کو مباحثہ سننے سے روکنے کے لئے پر زور جدوجہد کی۔ ہر مسجد میں اعلان کرائے محلہ محلہ کے ذی اثر اشخاص کی معرفت زور ڈالا۔ تقریریں کیں۔ اور متعدد مرتبہ منادی کرائی۔ کہ اس مناظرہ میں شامل ہونے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مرزائی ہو جائے گا۔ لیکن مخالفوں کے ایڑی چوٹی تک زور لگانے کے باوجود خدا تعالےٰ کے فضل سے ہزارہا غیر احمدی مناظرہ میں شامل ہوئے۔ اور نہایت دلچسپی سے آخر تک سنتے رہے ؛

مناظرہ "صداقت مسیح موعودؑ" اور "امکان نبوت" پر تھا۔ ہماری طرف سے پہلے مضمون کے لئے مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل اور دوسرے کے لئے ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے پیش ہوئے۔ اور خدا کے فضل سے ہمیں نمایاں فتح وکامیابی حاصل ہوئی ؛

مخالفین کے مناظر مولوی محمد یوسف صاحب بد تہذیبی ودرشت کلامی کے علاوہ اپنی ہمہ دانی ومنطق پر بہت اتراتے تھے۔ لیکن دس ہی منٹ میں خادم صاحب نے ایسا ہموار کیا۔ کہ آخر مناظرہ تک سراسیمہ رہے۔ اور انعام کے اعلان اور بار بار کے مطالبوں کے باوجود خاتم النبیین بمعنے آخری نبی کے متعلق اپنی تائید میں ایک سند بھی پیش نہ کر سکے ؛

مناظرہ منعقد کرنے کے باعث شباب المسلمین نے اہلحدیثوں پر بھی طرح طرح کے اتہامات لگائے۔ انہیں احمدیوں کے ایجنٹ بتایا اور تقریروں میں کہا گیا۔ کہ ان کے لئے قادیان سے روپیہ آتا ہے حالانکہ اہلحدیث ہمیشہ ڈر کر ان لوگوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنے عقائد بھی پیش کرنے سے جھجکتے ہیں ؛

(نامہ نگار)

آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کا دوسرا سالانہ اجلاس

ضروری قراردادوں کے اقتباسات

آل جموں کشمیر مسلم کانفرنس کے دوسرے سالانہ اجلاس منعقدہ میرپور میں جو قراردادیں پاس ہوئیں۔ ان کا خلاصہ بغرض اشاعت سینئیر وائس پریذیڈنٹ کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔

(۱) مسلم کانفرنس کا یہ سالانہ اجلاس فلسطین میں برٹش گورنمنٹ کی پالیسی پر جو عربوں کے ساتھ روا رکھی گئی ہے۔ اظہار نفرت کرتا ہے۔ اور اعلان بالفور کی منسوخی کا مطالبہ کرتا ہے۔

(۲) زمینداران ریاست کی مفلوک الحالی۔ بیکاری۔ کمی پیداوار اور گلینسی سفارشات کی بناء پر کانفرنس کا یہ اجلاس پر زور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ مالیہ اراضیات ریاست جو نسبت زیادہ ہے علاقہ انگریزی کے ملحقہ علاقہ جات کے برابر تعین کیا جائے۔ لینڈ ریونیو امنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۲۸ء پنجاب و ممالک مغربی و شمالی کے اصول پر دوبارہ تشخیص ہو۔

(۳) ریگولیشن انتقال اراضی مطابق ایکٹ انتقال اراضی پنجاب تمام ریاست میں فی الفور نافذ فرما دیا جائے۔

(۴) قانون شفع اراضیات جو پنجاب میں نافذ ہے۔ وہ ریاست بھر میں فی الفور نافذ کر دیا جائے۔

(۵) زمیندار و کاشتکار جو جاگیرات و معافیات میں آباد ہیں۔ ان سے جہاں کہیں جاگیردار یا معافیدار مالکانہ اور دیگر ناجائز رسومات کا ریگار لیتے ہیں۔ وہ حکماً بند کی جائیں۔ اور رگان داخل خزانہ ہوا کرے۔ جہاں سے جاگیردار و معافیدار حاصل کیا کریں۔

(۶) خالصہ رقبہ جات جو غیر مزروعہ پڑے ہیں۔ اور کسی خاص سرکاری اغراض کے لئے مطلوب نہیں ہیں۔ وہ ملحقہ دیہات کو بطور شاملات کے دئے جائیں۔ تاکہ اس کی آبادی و استعمال سے ریاست و رعایا دونوں کو فائدہ حاصل ہو۔

(۷) حق ملکیت جبکہ زمینداروں کو دیا گیا ہے۔ تو رقوم مالکانہ جو مالیہ اراضی میں شامل کی گئی ہوئی ہیں۔ انہیں تا حال رقم مالیہ سے منہا نہیں کیا گیا۔ تاریخ عطائے حقوق ملکیت سے وہ تمام رقوم مجرا دی جائیں اور آئندہ کے لئے مالیہ سے وضع کر دی جائیں۔

(۸) آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کا یہ سالانہ اجلاس حکومت کے ناقابل فہم رویہ پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ جو محکمہ مال کے امور متوصلہ کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔

(۹) رواج ملک رعایت عطائے کے بالکل برخلاف زمینداروں کے مفاد کو جو ان کو شاملات و نوتوڑ کے متعلق حاصل تھا۔ حسب ذیل طریقوں سے تباہ کیا جا رہا ہے۔

(الف) چک داران کو برخلاف شرائط عطائے چکوک شاملات دیہہ میں حصہ دار قرار دیا گیا ہے۔

(ب) علاوہ جاگیرات کے خالصہ و شاملات دیہہ میں سے اکثر رقبہ جات بحق ملکیت و حق جاگیرداران محفوظ کر دئے گئے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ زمینداران کے لئے سو فیصدی تک شاملات پوری ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(ج) اضافہ جاگیرات خصوصاً در قلمرو کشمیر بذریعہ عطائے جاگیر کی حصہ دار بصورت واگذاری حصہ حقدار حق موروث اعلیٰ

(د) عطائے جاگیر المضاعف بصورت تبدیلی غلہ بٹائی جو کہ قانوناً ناجائز ہے بشکل نقدی

(۱) ان جاگیرداروں کا بھی جن کو حق ملکیت حاصل نہیں۔ غلہ بٹائی وصول کرتے ہیں۔ جس کا انسداد فوری ہونا چاہئے تھا۔

(۲) بصورت نقصان فصلات التوائے کارروائی جس سے وقتی ریلیف کا مدعا فوت ہو جاتا ہے۔

(۱۱) ضلع میرپور میں کشمیری مسلمان و حجام کمہار۔ باشندگان بکثرت زراعت پیشہ آباد ہیں۔ اس لئے انہیں بھی زراعت پیشہ قرار دیا جائے

(۱۲) ریاست نے زمیندار پیشہ اشخاص اراضیات کو ایک حد تک قرقی و نیلامی سے مستثنیٰ کیا ہے۔ لیکن زراعت پیشہ مقروض اشخاص کو عدالتیں قید کر دیتی ہیں۔ جس وجہ سے وہ مجبور ہو کر ادنیٰ قیمت پر اراضیات و جائداد منقولہ فروخت کر دیتے ہیں۔ جس سے اصل مدعا فوت ہو جاتا ہے۔ اس لئے زراعت پیشہ اشخاص کے تحفظ کے لئے ضروری ہے۔ کہ انہیں قید و رسوائی سے مستثنیٰ کیا جائے۔

(۱۳) سڑکوں اور کارخانہ جات کی عدم ادائیگی کی وجہ سے زمینداران اور دیگر بیکار اشخاص کو کام نہیں ملتا۔ اور نہ قدرتی پیداوار و تجارت سے اچھی طرح فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے، کہ ریاست بھر میں پختہ سڑکیں بنائی جائیں۔ اور کارخانہ جات جاری کئے جائیں۔

(۱۴) گلینسی سفارشات کے مطابق یہ لازمی ہے۔ کہ حکومت کی طرف سے سالانہ رپورٹ اس امر کی نقل شائع کی جایا کرے۔ کہ ہر ایک فرقہ کا ملازمتوں میں کیا تناسب ہے۔ لیکن تا حال کوئی رپورٹ باوجود متعدد مرتبہ مطالبہ کرنے کے شائع نہیں کی گئی۔ اور عمداً اس سے اغماض کیا جا رہا ہے۔ اس لئے کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت کے اس رویہ پر سخت اعتراض کرتے ہوئے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ فوراً رپورٹ الم وار شائع کی جائے۔

(۱۵) اور رپورٹ اس شکل میں شائع کی جائے۔ جس سے تناسب ملازمان ہر فرقہ حاوی ۳۱ اپریل ۱۹۳۲ء و ۱۰ اپریل ۱۹۳۳ء اور ہر شعبہ و گریڈ معلوم ہو سکے اور عارضی و مستقل ملازمان کی بھی تشریح کی جائے۔

(۱۶) قیام اسمبلی کی نسبت حکومت کا رویہ غیر تسلی بخش پایا گیا ہے چنانچہ اب تک فرنچائز رپورٹ بھی شائع نہیں کی۔ اور باوجود یکہ حکومت نے وعدہ کیا تھا۔ کہ اختتام ۱۹۳۳ء تک اسمبلی کے قیام کا اعلان کر دیا جائیگا۔ لیکن موجودہ آثار ایسے ہیں کہ یہ وعدہ غالباً پورا نہ ہو گا۔ کانفرنس نے قرار دیا کہ بصورت خلاف ورزی وعدہ مزید تعویق قیام اسمبلی صدر کانفرنس کو اختیار ہو گا۔ کہ اس مقصد کے حصول کے لئے مؤثر اور براہ راست اقدام جیسا کہ ضروری ہو عمل میں لائیں۔

(۱۷) حکومت کے اس رویہ کے خلاف کانفرنس نے صدائے احتجاج بلند کی۔ جو اس نے پبلک ورکس۔ افواج اور پولیس جنگلات و دیگر محکمہ جات کے ٹھیکہ جات عطا کرتے وقت اختیار کر رکھا ہے۔ اور غیر ریاستی اشخاص اور فرقوں کو ترجیح دیتی ہے۔ حالانکہ ریاستی فرقوں اور ٹھیکہ داروں کے نرخ ان سے کم ہی ہوتے ہیں۔ اور مزید برآں ان کی وجہ سے دیگر اخراجات بھی مثل محصول وغیرہ کے شامل ہوتے ہیں۔

اور اس طرح سے ریاست عمداً بیکاری کو فروغ دینے کی ذمہ دار ہو رہی ہے۔ کانفرنس پھر حکومت کی توجہ اس ضروری مسئلہ کی طرف دلاتی ہے۔ اور ایسے حکام کا خاص طور سے نوٹس لیا جائے۔ لالہ کانشی رام ہنی انجنیر کے افعال کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے ہیں۔

گلینسی کمیشن کی سفارشات منظور فرمودہ مہاراجہ بہادر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے نہایت سست رفتار سے عمل کیا جا رہا ہے۔ اس لئے کانفرنس پر زور مطالبہ کرتی ہے کہ جملہ غیر مسلم ملازمان کو جن کی میعاد ملازمت بیس سال یا عمر پچاس سال ہو چکی ہے۔ ریٹائر کر دیا جائے اور خالی شدہ اسامیاں امیدواروں سے پر کی جائیں۔ تاوقتیکہ مسلمانوں کی نمائندگی ہر ایک گریڈ میں کم از کم پچاس فیصدی ہو جائے۔ اس کے بعد ہر ایک قوم کی بھرتی تناسب آبادی کے لحاظ سے ہوا کرے۔ اگر اس پر عمل نہ کیا گیا۔ تو مسلمانوں کی صحیح نمائندگی کی امید ایک نسل تک بھی ممکن نہیں ہے

(۱۹) کانفرنس صدائے احتجاج بلند کرتی ہے کہ غیر ضروری محکمہ جات مثل ڈائریکٹر آف لینڈ ریکارڈ وغیرہ پر فضول خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور ایڈمنسٹریشن اعلیٰ طبقہ میں بارگراں ثابت ہو رہی ہے۔ اور اس مقابلہ میں محکمہ جات مفاد عامہ مثل محکمہ تعلیم و صحت عامہ پر خاطر خواہ روپیہ صرف نہیں ہوتا۔ کانفرنس مطالبہ کرتی ہے کہ (الف) عہدہ دار و سیکرٹریٹ کی گراں قدر تنخواہیں کم کی جائیں۔ (ب) ملٹری پولیس کے اخراجات میں تخفیف کی جائے۔ (ج) غیر ضروری عہدہ جات مثل ڈائریکٹر آف لینڈ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

موذی مرض پائیوریا لاجواب ادویات سے علاج

پائیوریا سے بیمار دانتوں اور مسوڑوں کا سب سے بہترین علاج
ڈنٹل کریم ڈنٹل لوشن ۱۲؍ ڈنٹل پوڈر فی شیشی
پائیوریا جرمز کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور مسوڑوں کی پیپ کو دفع
دانتوں کے کیڑے۔ ٹھنڈا پانی لگنے۔ درد دارھ۔ دانتوں کی
بدبو اور رطوبت کو دفع کرنے میں ان سے بہتر آپ کو ہرگز کوئی دوائی
نہیں مل سکتی۔ فقط۔ والسلام
خاکسار۔ فقیر احمد خاں احمدی حکیم حاذق ماہر امراض
دندان جالندھر چھاؤنی۔ پنجاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

ہومیو پیتھک علاج اور ہومیو پیتھک ادویات۔ کے متعلق ملاحظہ ہو حضور فرماتے ہیں۔ "ہومیو پیتھک طریق علاج یعنی علاج بالمثل کی دریافت نے طبی دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا۔ اور یہ معلوم کر کے انسان کو سخت حیرت ہوئی۔ کہ اس کی شفایابی کے لئے اللہ تعالیٰ نے نہایت حکمت سے ان ہی ادویہ میں قوت شفاء بھی رکھی ہوئی ہے۔ جن سے اس قسم کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ گویا بیماری کے ساتھ اس کا علاج بھی رکھا ہے . . . . . اس طریق علاج سے بہت امراض جو پہلے لاعلاج سمجھے جاتے تھے۔ قابل علاج ثابت ہو گئے اور طبی علوم میں بہت ترقی ہوئی۔" ہومیو پیتھک علاج میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں۔ قلیل دوا۔ زیادہ فائدہ۔ روپیوں کا کام پیسوں۔ سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات ہزاروں مریضوں پر تجربہ کر کے ایک ایک دوا کا جسم کے ہر عضو پر اثر اور علامات معلوم کرنے کے بعد عوام کے فائدے کے لئے پیش کی گئی ہیں۔ کھانے میں مزیدار۔ نہ گھونٹنے کی ضرورت نہ رگڑنے چھاننے کی تکلیف پرہیز بھی سخت نہیں۔ بچے بڑے اور لطیف طبائع شوق سے کھاتے ہیں۔ زود اثر بے ضرر۔ بیماری کو جڑ سے کھونیوالی۔ چیر پھاڑ اور نشتر کی تکلیف سے بچانیوالی ہے اور ہر قسم کی تکلیف کو بلا اپریشن ٹھیک کرتی ہیں۔ کڑوی کسیلی دواؤں اور انجکشن کے برے اثرات سے بچاتی ہیں۔ کم خرچ ہیں۔ دنیا میں ... بفضل خدا ... مستورات کے لئے ان دواؤں سے بہتر ... امراض مخصوصہ ... اگر آپکو اپنی صحت کے متعلق ... ڈاکٹر ایچ احمدی۔ ہومیوپیتھ۔ چتوڑ گڑھ۔ سیالکوٹ۔

ضرورت نکاح

ایک احمدی دوست۔ باشندے یو۔ پی کے عمر پینتیس سال گورنمنٹ ملازم تنخواہ ایک سو چالیس روپے ماہوار (پہلی بیوی فوت ہوگئی) نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ عورت تندرست نیک سیرت ہو۔ بیوہ کا مضائقہ نہیں۔

خط و کتابت معرفت
عبد السبحان سکول ماسٹر و سکرٹری جماعت احمدیہ پورٹ بلیر

اعلان

میرا لڑکا عبد المجید نافرمان اور میرے کہے میں نہیں ہے۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ کسی سے کوئی معاملہ کرے تو اسکی ذمہ داری مجھ پر یا میری جائداد پر نہ ہوگی۔ میں اس کے لئے کسی قسم کا ذمہ دار نہ ہوں۔ دوست احباب ہوشیار رہیں۔ برکت علی مدرس ککن کوٹ پانوالہ۔ ضلع گجرات

الفضل میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیے

سامان چرم خریدو

ہماری دوکان میں ہر قسم کا کروم چمڑہ اور ہر قسم کے بوٹ کا سامان ہوتا ہے۔ معمولی نفع پر مال روانہ کیا جاتا ہے۔ چمڑے کے خریدار مال منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ دیگر ہر قسم کے زنانہ و مردانہ بوٹ گرگابی تیار کروائے جاتے ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ کچھ پیشگی آنا ضروری ہے احمدی دوست ضرور فائدہ اٹھائیں۔

شیخ محمد یوسف احمدی متصل مسجد احمدیہ لائل پور

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان زمیندار عمر قریباً ۲۵ سال خوبصورت ۱۶۰ روپیہ ۱۰ روپیہ سالانہ ترقی پر گورنمنٹ سروس میں ملازم ہیں۔ اور اپنی اصلی سکونت پر کافی جائداد بھی رکھتے ہیں۔ نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں۔ لیکن لڑکی کم از کم میٹرک پاس ہو۔ اگر گریجوایٹ ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ حسب ذیل پتہ پر درخواست کریں۔

مولا بخش نمبردار سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۳۵ جنوبی
ڈاک خانہ چک ۳۴ جنوبی علاقہ سرگودہا

مشینری اور آلات زراعت

نئے اور ترقی یافتہ نمونوں کے مطابق ساختہ آہنی رہٹ ہل۔ بیل چکی یعنی خراس چارہ کترنے کی مشینیں۔ فلور ملز چھڑائی کی مشینیں۔ قیمہ۔ بادام روغن اور سیویاں بنانے کی بے نظیر مشین وغیرہ ارزاں ترین قیمتوں پر خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم اے رشید اینڈ سنز انجنیئرز بٹالہ پنجاب

قادیان میں خالص احمدی ہاتھوں کی تیار کردہ اشیاء

"انکورو تسنائی"

فونٹین پن سے اور عام لکھنے کے لئے نہایت اعلیٰ سیاہی ہے۔ جو ولایت کی اعلیٰ سے اعلیٰ سیاہیوں کا مقابلہ کرتی ہے

سنو ٹائلٹ سوپ

نہانے کے لئے نہایت اعلیٰ صابن ہے۔ یہ جسم کو ملائم کرتا ہے اور بہت اچھی خوشبو دیتا ہے۔

"سلک سوپ"

ریشمی و اونی کپڑے دھونے کے لئے اس سے بہتر دنیا بھر میں کوئی صابن نہیں۔ عام صابن کپڑے کو جلا دیتے ہیں۔ اور سکیڑ دیتے ہیں۔ مگر سلک سوپ کے استعمال سے کپڑا نکھر جاتا ہے۔

سنو آملہ ہیئر آئل

بالوں کیلئے بہت مفید ہے۔ اور نہایت خوشبودار ہے

سنو وینشنگ کریم

نہایت خوشبودار ہے اور جسم کی خوبصورتی کو بڑھاتی ہے

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی کٹھن گھڑیاں۔ بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول ...

منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کان پور کی آدی ہندو مہا سبھا نے ۲۸ دسمبر کو یہ قرارداد منظور کی ہے کہ جب گاندھی جی دورہ کرتے ہوئے وہاں پہنچیں تو ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ مہا سبھا کی یہ بھی رائے ہے کہ چونکہ گاندھی جی اچھوتوں کے حقیقی مفاد کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کیا جائے۔

کلکتہ سے ۲۸ دسمبر کی اطلاع ہے کہ سکرٹری بنگیا ورن آشرم سوراجیہ سنگھا نے گاندھی جی کو تار دیا ہے۔ کہ چونکہ بنگال میں چھوت چھات کا کوئی سوال نہیں۔ اور آپ کی آمد سے امن و مصالحت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اس لئے براہ کرم آپ بنگال میں تشریف نہ لائیں۔

پال گھاٹ کے سناتنی پنڈتوں نے گاندھی جی کو چیلنج دیا ہے کہ وہ شنکر آچاریہ کے ساتھ کھلے اجلاس میں بحث کر کے یہ بات ثابت کریں۔ کہ وہ ہری جنوں کو مندروں میں داخل کرنے کی تحریک میں حق بجانب ہیں۔ گاندھی جی ابھی تک چیلنج کو منظور کرنے سے ہچکچاہٹ ظاہر کر رہے ہیں۔

سرحدی کونسل میں ملک خدا بخش صاحب نے ایک بل کا نوٹس دے رکھا ہے جسے پیش کرنے کی گورنر جنرل نے منظوری دیدی ہے۔ بل کا مقصد یہ ہے کہ وراثت کے معاملہ میں مسلمانوں پر شرعی قانون کا نفاذ ہو۔ نہایت ضروری قانون ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانان سرحد کو اسے نافذ کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہندوستان اور جاپان کے درمیان تجارت پارچہ کے سلسلہ میں جو کانفرنس ہو رہی تھی۔ دہلی سے ۲۸ دسمبر کی اطلاع کے مطابق چونکہ وہ کامیاب نہیں ہوئی۔ اس لئے جاپان گورنمنٹ پر جاپانی تاجروں کی طرف سے زور دیا جا رہا ہے۔ کہ ہندوستان سے جاپانی نمایندوں کو واپس بلا لیا جائے۔

جزائر مالدیپ کے متعلق کولمبو سے ۲۷ دسمبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں بعض اصلاحات رائج کی گئی تھیں۔ جنہیں عوام نے سخت ناپسند کیا۔ اور بغاوت ہو گئی۔ صورت حالات نہایت تشویش انگیز ہے اور سلطان کو ہر لحظہ تخت سے اتار دئے جانے کا خطرہ ہے۔

بائبل کا ایک قدیم ترین نسخہ لنڈن سے ۲۷ دسمبر کی اطلاع کے مطابق ایک لاکھ پونڈ کے عوض سوویٹ یونین سے خرید کر برٹش میوزیم میں رکھا گیا ہے۔

حکومت امریکہ کے بجٹ میں واشنگٹن سے ۲۷ دسمبر کی اطلاع کے مطابق امسال ایک ہزار ملین ڈالر سے کچھ زیادہ خسارہ رہا ہے۔

یونائیٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ بنگال کونسل کے آئندہ اجلاس میں جو جنوری میں منعقد ہوگا۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ بل پیش کیا جانے والا ہے کہ بنگال میں اسلحہ و بارود وغیرہ کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے۔ اور گورنمنٹ کو اختیار دیا جائے۔ کہ وہ جس طرح مناسب سمجھے مشکوک اشخاص سے سلوک کرے۔

مہاراجہ دیواس نے پانڈی چری سے ۲۹ دسمبر کو وائسرائے ہند کے نام ایک تار بھیجا۔ جس میں لکھا ہے کہ دیواس کی مذہبی جاگیروں کے متعلق اگر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی قدم اٹھایا گیا۔ جس سے پوجا میں عارضی یا مستقل مزاحمت ہوتی ہو تو میں اس قسم کی پالیسی کی سخت مخالفت کرونگا۔ اور جب تک مجھے یقین نہیں ہو جائے گا۔ کہ ان مذہبی جاگیروں میں کوئی مداخلت نہیں کی جائیگی۔ میں متواتر نفس کشی کی زندگی بسر کرنی شروع کر دونگا۔

نئی دہلی سے ۲۹ دسمبر کی اطلاع ہے کہ کلکتہ میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے اجلاس میں جبکہ میزانیہ کے ابتدائی تخمینے معرض وجود میں آئیں گے۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں پانچ فیصدی تخفیف شدہ تنخواہ کی بحالی کا مسئلہ بھی زیر بحث آئے گا۔ اگرچہ میزانیہ قابل اطمینان نہیں۔ لیکن چونکہ حکومت اس بات کا وعدہ کر چکی ہے کہ جلد سے جلد تخفیف موقوف کر دی جائے گی۔ اس لئے اس مسئلہ پر غور کیا جائے گا۔

انڈین سول سروس میں داخلہ کے لئے لنڈن سے ۲۹ دسمبر کی اطلاع کے مطابق ۳۳ء میں بمقام لنڈن ایک کھلا مقابلہ ہوگا نیز امتحان ماہ جولائی میں ہوگا۔ اور تحریری امتحان سیکشن (ب) ۲۵ جولائی سے اور سیکشن (الف) یکم اگست سے شروع ہوگا۔ تاحال یہ فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ اس امتحان کے لئے کتنے امیدوار لئے جائیں گے

لنڈن کے ایک اخبار "مانچسٹر گارڈین" میں مشہور برطانی ماہر آئین پروفیسر اے بی کیتھ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ آئرلینڈ کی صورت حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ آئرلینڈ کو تاج برطانیہ سے علیحدگی کا آئینی حق حاصل ہے۔ اگر برطانیہ آئرلینڈ کو ان اختیارات سے محروم کرنے کی کوشش کرے۔ تو ایسا کرنے میں برطانیہ خود اپنے عہد کو توڑے گا۔

امریکہ کے سکرٹری آف سٹیٹ نے ۲۸ دسمبر کو فرمان جاری کیا ہے۔ کہ آئندہ امریکہ کا ہر ایک شخص اپنا تمام سونا سرکاری خزانہ میں جمع کرائے۔ صرف وہ سونا اس حکم سے مستثنیٰ ہوگا۔ جو فیڈرل لائسنس کے ماتحت نادر سکوں کی صورت میں۔ یا غیر خالص سونے کی ڈلیوں کی صورت میں یا انڈسٹریل مقاصد کے لئے کسی شخص کے پاس ہو۔

رومانیہ کا وزیر اعظم مسٹر ڈیوکا۔ ۳۰ دسمبر کو بخارسٹ میں قتل کر دیا گیا تھا۔ قاتل ایک طالب علم ہے جس نے مقتول پر تین گولیاں چلائیں جو اس کے دماغ میں لگیں۔ گرفتاری کے بعد قاتل نے بیان دیا۔ کہ میں نے ڈیوکا کو اس لئے قتل کیا ہے۔ کہ وہ اچھا محب وطن نہیں تھا

برلن سے ۳۰ دسمبر کی اطلاع ہے کہ جرمنی کی موجودہ آبادی ۶½ کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ پچھلے آٹھ سال میں آبادی میں ۴½ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔

آسٹریلیا کی پانچ ہزار لڑکیوں نے ۲۹ دسمبر کی اطلاع کے مطابق عہد کیا ہے کہ وہ آئندہ سگرٹ نہیں پئیں گی۔

حکومت جرمنی نے برلن سے ۳۰ دسمبر کی اطلاع کے مطابق ایک نیا اعلان جاری کیا ہے۔ جس کے رو سے ملک کی یونیورسٹیوں میں سال نو سے صرف ۱۵ ہزار ایسے طلباء داخل کئے جائیں گے۔ جو جسمانی اور دماغی اعتبار سے مضبوط ہوں۔ باقیوں کو دیہات میں زراعت کا پیشہ اختیار کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائیگا

ہٹلر نے ان تمام حکومتوں سے جنہوں نے معاہدہ ورسیلز پر دستخط کئے ہیں۔ برلن سے ۳۰ دسمبر کی اطلاع کے مطابق استفسار کیا ہے کہ جرمنی اپنی فوجی قوت میں باقاعدہ اضافہ کرنا چاہتا ہے اور تین لاکھ سپاہی مزید بھرتی کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی ہر بالغ کے لئے فوجی ملازمت لازمی قرار دی جائے گی۔ انہیں کوئی اعتراض تو نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سلسلہ میں وزارت میں بھی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ اور ہٹلر نے اپنے ایک پرانے رفیق کار کو وزیر جنگ مقرر کیا ہے

کپاس کا نرخ امرت سر میں ۳۰ دسمبر کو حسب ذیل تھا۔ روئی دس روپے ۱۴ر کپاس ۴ روپے ۸ر بنولے ا روپے ۱۲ر

مسٹر جناح سے جو عنقریب ہندوستان پہنچنے والے ہیں کلکتہ سے ۳۰ دسمبر کی اطلاع کے مطابق درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ جنوری کے آخری ہفتہ میں منعقد ہونے والی آل بنگال مسلم یوتھ کانفرنس کی صدارت کریں۔

سیٹھ گوونداس سی پی کے کانگرسی لیڈر ۳۰ دسمبر کو ناگپور جیل سے جرمانہ ادا ہو جانے کی وجہ سے رہا کر دئے گئے

سیتا پور کے گاندھی آشرم میں جہاں زیادہ تر کھدر کا کام ہوتا ہے۔ ۲۹ دسمبر کو بم پھٹ گیا۔ ابھی تک کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔

فرانسیسی حکومت نے گذشتہ دنوں برطانوی مال پر جو ۱۵ فی صدی مزید ٹیکس لگایا تھا۔ وہ پیرس کی ایک اطلاع کے مطابق منسوخ کر دیا گیا ہے۔

مسٹر روزویلٹ صدر امریکہ نے ۲۵ دسمبر کو واشنگٹن میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ دنیا کی نوے فیصدی آبادی اپنے ملک کی موجودہ حدبندی پر مطمئن ہے۔ اسے ملک گیری کی ہوس نہیں اور وہ اپنے ہتھیاروں کو کم کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔ لیکن خطرہ ہے کہ باقی دس فیصدی لوگ امن کے لئے خطرہ کا موجب نہ بن جائیں اس لئے امن کو قائم رکھنے کا اگر کوئی انتظام ہو جائے۔ تو لیگ آف نیشنز اس کے قیام کا زبردست ذریعہ بن سکتی ہے۔ اگرچہ امریکہ اس کا

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی